

# اعجازتاز لارڈاٹ دھلی

ہفتہ

ہدن صاحب تپ خبارن مسلک غبلہ بیماران ہلی

پھٹپوچیدبری پرسن ملہیماران ہلی

# ای محارِ بار لَرْ دَادْ دَلْ!

ہُسْتِب

حکیم محمد اسحق صاحب مدرسہ خیارن مبلغ (بلیماران ملی)

جس میں وہ تمام سپاس نامجات جو عوام دین شہر اور مختلف مسلم جماعتوں کی جانب سے فریدوں حشمت سکندر صولت - میر الامر حشام الدوّله  
حسام الملک منظفر جنگ - ہر ہاں نواب میر علی نواز خاں صاحب  
بہادر المخلص نواز فرمائی ریاست خدا دخیر پورہ کیجیت میں پیش کئے گئے  
اسکے علاوہ سرکار علی کے جوابات و مختصر حالات قیام دہلی بھی

ترتیب وار درج ہیں

جس طرح ملوک الکلام۔ کلام الملوك می ہے اسی طرح دماغ الملوك۔ ملوک  
دماغ بھی مسلم ہے اس لئے اپنے ملک اور قوم کی ترقی اور فلاح کے لئے  
جو راستہ یہ تجویز کریں گے۔ وہ نہایت صاف سیدھا اور بے خطر ہو گا۔ انکی  
رہبری صحیح معنوں میں رہبری ہو گی۔ بشر طیکہ وہ اپنے حقیقتی و فرض کو  
محسوس کریں اور نیک نیتی کے ساتھ رہنمائی فرمائیں۔

آخر میں میں اپنے تمام ہندوستانی بھائیوں اور بالخصوص مسلمانوں  
سے یہ عرض کروں گا کہ وہ بھی اپنے فرماں رواؤں کی عزت و وقار کا پورا پورا  
لحاظ رکھیں اور فائدہ آٹھایں۔

اعلیٰ حضرت فرمائی روانے خیر لور کے پاک اور بے لوث قلب میں  
ملک اور قوم کا سچا درود کا حقہ موجود ہے۔ اور آپ قوم کی ہر مفید خدمت  
کو دنیا کے تمام امور پر ترجیح دیتے ہیں۔

وقت ہے کہ مسلمانانِ دہلی کی طرح ہر شہر اور صوبے کے مسلمان بھی  
ان کے جودو سنیا اور مفید نصائح سے متعین اور مستفیض ہوں۔

اس مختصر اور ضروری تمهید کے بعد میں اُس مبارک و سعید بفتہ کے  
واقعات و حالات قلمبند کرتا ہوں۔

ایک ماہ قبل سے دہلی میں غلغله تھا کہ انجمنِ حدا میہ دہلی کی دعوت  
اور خواست پر ہنور احمد شام الدولہ حسام الملک منظفر جنگ کے۔ بڑاں  
نواب میر علی نواز خاں صاحب بہادر فرمائز واتے ریاست خیر پور (سنہ ۱۸۷۵)  
دہلی رونق افزور ہونے والے ہیں۔ ارکین انجمنِ حدا میہ و عمامہ ہیں شہر دہلی

چشم براہ تھے کہ کب وہ روز سعید آتا ہے کہ مسلمانانِ ہندھی نہیں بلکہ مسلمانانِ ہند کا محبوب فرمائیں اپنے قدومِ مہینت لزوم سے دہلی کو مشرف و مسر فراز فرماتا ہے۔ گو سرکار والا کی مشغولیت اور دوسری قومی و ملکی امور میں اہمک اس بات کا مقتنصی نہ تھا کہ سرکار فوراً ہی کوئی وقت نکال سکتے۔ مگر آپ کے کریمانہ اخلاق اور شاہزاد الطاف نے آپ کو مجبور کر دیا کہ مسلمانانِ دہلی کی درخواست اور دعوت کو شرف قبولیت بخشیں۔ چنانچہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۷ء تا رجح مقرر ہوئی۔

جناب ملک عجیب احمد خاں صاحب ابھی اسے پرائیویٹ سکرٹری سرکار معاون کچھ روز قبل سے دہلی پرورخ گئے تھے آپ نے میڈنس ہوٹل میں عقیبی جانب آپ کے واسطے کیمپ لگادیا تھا۔ خدا خدا کر کے ۲۹ اکتوبر کا دن آیا اور سرکار والا تبارباد جو دل اپنی علامت کے ہیکے اسی میں اوق افروز ہو گئے۔ شرفاء اور اکثر عمامہ دین شہر نے آپ کا پرچوش استقبال کیا۔ ۱۲ نجے سے ۴ نجے سہ پہر تک خاص خاص عمران دین کی ملاقاتوں کا سلسہ چاری رہا۔

## کارڈن پارٹی

کارڈن پارٹی کا وقت ۵ نجے سہ پہر مقرر تھا۔ میڈنس ہوٹل کے باخچے کو اس تقریب کے لئے منقص کیا گیا تھا۔ جس میں جا بجا ترتیب دنہ ابھورنی

کے ساتھ میزیں آرائش کی گئیں تھیں۔ ہر میز کے گرد عمدہ کریماں لگائی گئیں تھیں۔ اور ہر میز پر ایک زیرین چتر صتبہ کیا تھا جس کے جانب پر تکلف فرنچرا درا علی وستم کے قالینوں سے آرائش کر کے سرکار والہ کے لئے جگہ مختص کی گئی تھی۔ اج میدان ہوٹل کا یہ باعث چھپر شک جناں بنا ہوا تھا۔ چونکہ مشرق اور عمامہ دین دہلی سرکار والہ تبارکے دید کے مشتاق ایک عرصہ سے تھے۔ اس لئے ۲۴ ہی نجے سے امراء و مشرق اور عمامہ دین شہر جو ق جو ق آئے شروع ہو گئے۔ پونے ۵ نجے تک تمام شتیں پر پہنچیں

## سَرْكَار وَ الَاكَاپِرِي مِرْوَود

ہڈیک پونے ۵ نجے سرکار معلیٰ اپنی خاص موڑ میں بہایت سان لباس زیب ٹن فرماتے تشریف فرما ہوئے۔ پہلو میں ملک حبیب احمد خالصہ حب پرائیویٹ سکرٹری اپنے زرق برق یونی فارم میں ملبوس بیٹھے ہوتے تھے۔ اسی طرح کیپٹن میریں بخش صاحب لے۔ ڈی۔ سی اپنی پر تکلف وردی میں آگے بیٹھے ہونے تھے۔ جس وقت موڑ باعث چھپر کے دروازے پر پوچھا اللہ کب رکان غرہ بلند ہوا۔ جملہ عمامہ دین شہر موڑ پر پہنچنے۔ استقبال کر کے صدر میں لاتے جس وقت حصہ اپنے مخصوص سو فہر جبلوہ افزود ہوتے ایک بار بچر

اللہ کا نعلیم ملیند ہوا۔

ملک حبیب احمد خاں صاحب پرائیویٹ سکرٹری نے فرداً فرداً عہادِ دین شہر اور ارائیں انجمن کا تعرف کرایا۔ ابھی تعرف کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ آنحضرت مسیح جان ٹامسون چپیت کمشنر دہلی تشریف فرمائے۔ پرائیویٹ سکرٹری اور اے۔ ڈی۔ سی۔ موڑ پر پہنچے ہتھیاب کر کے لائے۔ آپ کو سرکار معلیٰ کے پاس بٹھایا گیا۔ اس کے بعد دعوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ بعد انفراغ دعوت پڑھجئے ارائیں انجمن کی طرف سے ایک نہایت خوبصورت سُنہری ہار سرکار والہ کو پہنچایا گیا اور ایک سر جان ٹامسون کو۔ اس کے بعد قاری سرفراز حسین صاحب سپاہ و مبلغ چاپانے اپنے خاص انداز میں سپاس نامہ پڑھ کر سنایا۔ قاری صاحب جس وقت ایڈریس پڑھ رہے تھے۔ سرکار والا نہایت غور و خوض سے سُن رہے تھے جب دہلی کے آن شرفاء کی مخصوصیت اور فاقہ کشی کا ذکر آیا جن کے دروازہ پر کہی ہاتھی جھومنتے تھے۔ دیکھنے والے شاہد ہیں کہ سرکار والا تبارکی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گئے جس کا حاضرین پر بھی خاص اثر ہوا۔

آب میں اصل ایڈریس نقل کرتا ہوں۔

# اٹڈریس

بِحَضُورِ مِنْهُ حُجَّتُ الْعِزَّةِ پَاكِنگاہِ حُشْوَشُ کَتَ وَکَاهٰ۔  
مِنْ أَلَّا مَرَأَ لِنَطَامٍ بِإِعْتِشَامِ الدِّلْهِ حَسَمَ الْمَكَ منظفر  
جَنْگِ بِہٰ ہُزْرَہٰ مِنْ نَعْبَدِ عَلَیٰ نُوازِ خَانِ بِہٰ وَ  
مَالِیٰ فَرَارُ اَرْبَابِیَّتِ اَدَادِ خَسْرَ پُورَ پُورَ (سندرہ)

یور ہائیس! بھم ممبرانِ نجیبِ اسلامیہ دہلی جو ہندوستان کے دارالسلطنت  
کے واحد سویل اور پونچکل مجلس کے نمائندگان میں شریف آوری دہلی پر  
حضور والا کا خیر قدم کرتے ہیں اور یور ہائیس کے سپاس گذار ہیں کہ حضور  
والا نے ہماری درخواست کو قبول فرمایا، اور غیر یوں کی اس غیر یازانہ

پارٹی کو شرکت شاہانہ سے نوازا۔ اور ہماری غریب افرانی فرمائی۔  
زقدرو شوکت سلطان کشت پیسے کم زالتفات بہمہارے دہقانے  
کلاہ گوشہ دہقان بہ آفاب سید کے سایہ برسر شاہنہ چوں تو سلطانے

۲ زمانہ ویہ میں یورہائنس کا ایک معتقد زمانہ تک ہمارے شہر میں قیام رہا ہے اور یہ معلوم ہے کہ حضور دالا کا یہ خیال ہے کہ دہلی ذات شاہانہ کا دوسرا وطن ہے اسے یورہائنسی ایک طرف فرازروائے خیر پور میں تو ہمارے تزویگ دوسری طرف لارڈ آف دہلی میں اور ذات ہمایوں کیسا تھا اس نسبت پر ہم مسلمانان دہلی کو کمال فخر ہے  
ہم مسلمانان دہلی جنہوں نے صدیوں تک ہندوستان پر  
حکمرانی کی ہے اور جن کے آبا اور جد اور صدیوں تک سيف و قلم کے مالک  
رہے ہیں، لیکن آج جن کی یہ حالت ہے کہ وہ ایک یادگار روشن محفوظ  
اور غاکستہ روانہ ہیں جسے بادمخالف بر باد کئے دیتی ہے اس لیے اور بے سر  
وسامانی کے عالم میں بھی ذات ہمایوں کی سرپرستی کا سہارا رکھتے ہیں اور  
اپرہمیں ہزار نمازش واقعی رہے ہے

گرچھہ دیم نسبتے است بزرگ ذرہ آفت ۱۰ نیسم  
۳ حضور والا یہ نجم جسکی نمائندگی کی ہمیں عزت حامل نصشار کے اس

زمانہ میں پیدا ہوئی تھی جبکہ فرقہ دارانہ بذباٹ کے ہیجان و طغیان نے  
تمام ہندوستان کی فضائی کوتیرہ و تار کر دیا تھا، اور اس انجمن کو جسکو دہلی کی تام  
جماعتوں کی پوری نمائندگی حاصل تھی اپنا یہ لائے عمل قرار دیا کہ فرقہ داری  
سے بالآخر رہ کر نہایت خلوص و صداقت کیسا تھا مسلمانوں کی خدمت انجام  
اور دہلی کو دوسرا سہار پور ہونیے پہلے ۲۳ و ۲۴ میں یہ دور پر آشوب  
جبکہ باہر کے زہریلے اثرات نے اس شہر کی دوسری سے بڑی قوموں کے  
تعاقبات کو درہم و پرہم کر دیا تھا، اور سخت فرقہ دارانہ لقاوم مہمنگا مہ محشر  
کی طرح برپا ہو گیا تھا، اور ہم ہی جانتے ہیں کہ فرقہ دارانہ سرگرمیوں کو ٹھنڈا  
کرنے اور متصادم جماعتوں میں ذماغی توازن اور سکون پیدا کرنی کی راہ  
میں کتنی سخت شکل تھیں جنہیں مکھوٹے کرنا پڑا تھا، اور یہ خدا ہی کا فضل و کرم  
تھا کہ ہماری محلہ ہانر کوششیں بڑی حد تک کامیاب ہوئیں۔ اور حیثیت کے  
بادل دہلی کے مطلع سے دوڑوئے شروع ہوئے اور اس غریب انجمن کا کام  
یہ کارنگیاں ہے کہ اس صدھا بے گناہوں کو قید و بند کے مصائب اور  
کوچھانی کے تختہ سے بجا لیا۔

ہم دہلی کی وہ حیثیت تو گذر کی گرد نیا نے جو میکا شکل ترقی کی ہے، اور بدلتی  
سے، مسلمانوں کی یہ حالت ہے، کہ وہ مفرد ورہیں، سرماہہ دار نہیں، اس

تیقی نے دہلی کو صنعت و حرفت کو تباہ کر دیا ہے، دہلی میں پچاس ہزارے کم مسلمان نہیں جتنا کا واحد ذریعہ معاش صنعت و حرفت تھی، اور وہ اپنے ذریعہ معاش سے محروم ہو چکے ہیں، اور ہزاروں خاندان ہیں، جن کے فاقہ و مصیبت کی داستان اس آسمان کے نیچے، ایک شرفیت، اغورا اور بہادر قوم کی تباہی و بر بادی کی شاید سب خوفناک ٹریکھڑی ہے، اور وہ لوگ جن کے آبا اور جد اور وازنے پر ہائی چھوٹتے تھے تو ٹھوٹے ہوئے بوریہ پر فاقہ اور مصیبت کے دن کاٹ رہے ہیں۔ ہم ہزاروں ایسے خاندانوں کا حال جانتے ہیں کہ ان میں فرط غیرت سے سوال کرنا حرام قطعی سمجھا جاتا ہے، لیکن وہ اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے اُن کی بے زبان عورتیں، ان کے واجب ارحم بوڑھے بھوک اور فاقہ کی موت مرد ہے ہیں، اور بلا بحال ایسے صد ہا گھر انے ہیں، جو دروازوں کو بند کر کے موت کا انتظار کرتے ہیں، کہ کہیں اجل کا فرشتہ آئے، اور انہی مصیبت حالتہ ہو۔

۵ اس عام مصیبت کا نظارہ، ہمارے، رو بڑھے، ہم حیران ہیں، کہ ہم لوگ جو دو وقت شکم سیر ہو کر کہانا کہا رہے ہیں۔ کل قیامت کے دن، اپنے پروردگار کو، کیا جواب دینگے، کہ ہمارے ہمایہ میں، بچے اور بوڑھے

مرد اور عورت فاقہ میں سوئے، اور فاقہ میں اٹھے، بچوں نے فاقہ میں اپڑیاں رکڑیں، اور بوڑھوں کے آنسو فاقہ کی مصیبت سے بہے ہمیں ان پر ترس نہ آیا، اور ہم نے، ان غرباً کو اس مصیبت سے بچانے کے لئے کچھ نہ کیا۔

**۴) حضور والا** یہ دردناک اور بالکل سچے حالات اور واقعات میں جنہیں ہماری بد نصیب آنکھیں ہر روز اور ہر وقت دیکھ رہی ہیں اور ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ بے وذگاروں کے لئے حصول معاش کا پذریعہ تجارت ایک ایسا نظام قائم کیا جائے جس سے ہزاروں فائدہ کرنے شریف مسلمانوں کے لئے پیدا ہو جائے اور وہ کم سے کم نان شبینہ کو محتاج نہ رہیں۔

اسکے لئے ہے ایک مفید اسکیم تیار کی ہے اُسیں چند ہزار کی امداد بھی، اگر مل جائے تو ہم کئی ہزار شرفاء کے لئے ایسا کام مہیا کر دیں گے جس سے قوت لا یوت حاصل کر سکیں، اور پھر تباہی صنعت و حرفت کا بدل ایک ایک تجارتی ترقی کا دوسرا شروع ہونے پر غریب مسلمانان دہليٰ کیلئے مہیا ہو سکے۔ تجویز کا مختصر خاکہ یہ ہے کہ ایسے بے روزگار مسلمانوں کو قلیل سے قلیل سرمایہ سے چھوٹی چھوٹی دو کافیں کھلوائی جائیں۔ یا وہ خواجے لگا کر قوت لا یوت پیدا کر سکیں۔ مگر اس امر کا لحاظ رکھا جائیگا کہ اصل سرمایہ محفوظ رہے اور

اس سرماپ کو دیگر کاموں میں صرف کیا جائے۔

حضرتو واللہ ہم جانتے ہیں کہ ذات ہمایوں مرتع غرباء ہے اور ذات شاہانہ مسلمانوں کے درد اور مصائب سے پورے طور پر متناہی ہے اور اور ہزاروں اسیدیں ہیں کہ آج ذات ہمایوں سے وابستہ ہیں۔

آخر میں حضور واللہ کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ حضور نے ہماری اس غریبانہ پارٹی کو، اور ہمارے اس پاسانامہ کو شرف قبول عطا فرمایا۔ اور ہمارے صحیح قلب سے بارگاہ ایزدی میں التحبا ہے کہ ذات یناہ بے پناہ، اور مل جاؤ ماواے بیکار، باں ابہت اقبال سالہا سال قائم و برقرار رہے

## ہم میں روکے فادا ، اڑاکیں بین کیڈا وہی

اے کے بعد سرکار والانے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں بسب علات دیر تک لکھا نہیں رہ سکتا اس لئے مجھے اجازت دیجائے کہ آپ کے ایڈرس کے جواب میں اپنے خیالات کا اظہار اور آپ حضرات کاشکریہ پنجھر ادا کرہوں حاضرین نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور شریف رکھیں اور میں یہی بیٹھے ارشاد فرمائیں۔ سرکار عالی کری پر رونق افروز ہوئے حسب ذیل

اسیج دی۔ دوران اپنے میں بار بار چیز ہوئے تھے اور خوشی کا انہا رکیا جاتا تھا  
اجارات کے نمائندے موجود تھے جو برابر نوٹ کر رہے تھے۔ جس وقت  
سرکار عالی نے اعلان فرمایا کہ فی الحال میں انہم اسلامیہ کو چار ہزار  
روپیہ دیتا ہوں تاکہ آپ اپنی اسکیم کی مطابق وہی کے غریب بیکار  
مسلمانوں کو روزگار تے لگائیں۔ اگر کام اسکیم کی مطابق ہوا تو یہ آئندہ بھی  
آپ کی امداد کروں گا۔ تو ایکدم چیز شروع ہو گئے۔ اور خوشی کا انہا رکیا گیا

## جو اپل طلب میں محب

رُؤْسُ اَيْمَانِكَاهُ حَسْنَةٌ وَشُوْكَتٌ سَهْنَةٌ وَبَنَاهُ اَمْبَرٌ لَا اُمْرٌ لِعَطَامٍ اِحْشَامٍ

اللَّهُمَّ امْكِنْ لِنَطْرِجْنَا بَهَا دُرْزَنَاهِنْ فِي اَمْبَرٍ عَلَى اَزْبَحَانِ

بَهَا دُرْزَنَاهِنْ اَمْبَرٍ لِفَرَسَانِهِنْ اَخْدَهَا وَأَخْسَرَ لِفَوَانِهِنْ

حضرت محمد مسیح اور جس خلوص و محبت سے آب نے میرا خیر تقدم

کیا ہے اور اس شاندار گارڈ پارٹی میں مدعو فرمائے مجھے اپنے دیر نیہ اجائب  
اور مختلف کرم فرماؤں سے ملنے کی سرت عطا فرمائی ہے اسکاتہ دلے شکر گزار  
ہوں اگرچہ جانتا ہوں کہ خلوص صداقت صلحہ و ستائش سے عبیثہ مستغفی  
ر ہے ہیں اور یہیں گے۔ ایسے جذبات لطیف کے انہما برکی کوشش کرنا میرے  
خیال میں ان کی قدر قیمت کو کم کرنا ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ میرے زمانہ و یہ عہدی میں دہلی ہیر  
میرا قیام اس قدر طویل اور سلسل رہا ہے کہ با وجود امتداد زمانہ کے دہلی کی سر زمین  
سے مجھے وہی محبت وہی تعلق وہی حضور صیہت ہے جو صرف اہل وطن کو ہے اپنے  
وطن سے ہو سکتی ہے۔ اسیں شکر نہیں کہ آپ دہلی کی قدیمی اور تاریخی روایات  
کے سرمایہ دار ہیں اور دہلی آپ کا وطن ہے جسپر آپ کو بجا ناز ہے مگر خوب  
یا درد لکھنے کہ دہلی کی سر زمین سے مجبو بھی ایک ایسی قوی نسبت ہے جو قبر.  
حب الوطنی کی مراد ف ہے۔ اسکے علاوہ اس حقیقت سے بھی کوئی انکار  
نہیں رکتا کہ حکمران سندھ ہونے کی حیثیت سے میرے آبا اجداد کو دہلی اور  
شاہان دہلی سے بھی ایک خاص اور گہر ا تعلق رہا ہے۔ اور مجھے فخر ہے کہ وہ  
سلسلہ ابھی تک منقطع نہیں ہوا ہے کہ اگر دہلی زمانہ سلف میں شاہان معنیہ کا  
پایہ تخت رہا ہے تو آج بھی اسکو حکومت ہے۔ مہماں ارسلانیت ہونے کی غلت

حاصل ہے۔ میں چونکہ تاج برطانیہ کا وفادار دوست اور گورنمنٹ نگلپیشیہ کا معمتمد علیہ حیف ہوں اسلئے میرے دل میں ہی کی اب بھی وہی عظمت و دعوت باقی ہے۔ جو فرمانروایان سندھ کے والوں میں صدیوں پہلے ہی۔ سر زمین کی اس عجیب خصوصیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جو دل ایک اسلکی گوناگون دل فہریوں اور اسکی عظمتوں سے متاثر ہوا وہ ہمیشہ کیئے اسکا ہوا رہا۔

**حضرات!** یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے گذشتہ کارناموں اور آپ کے تاریخی عظمت اور وقار کو تاریخ عالم کبھی فراموش نہیں کر سکتی اور وہ کو نا دل ہے جو اس یادگار و نق مخالف اور خاکستر پر وانہ کو دیکھ کر بے چین نہیں ہو جاتا مگر آپ ذیں کی کوئی قوم اور کوئی ایسا ملک مثالاً پیش نہیں کر سکتے جو انقدر بزمانہ سے متاثر نہ ہوا ہو اور جبکوز مانہ کی تغیر پسند طبیعت نے پامال کر کے اپنی بے مہری کا ثبوت نہ دیا ہوا اسلئے جہاں مجھے آپ کے ساتھ دلی مہدردی ہے وہاں مجھے یہ کہنے کا بھی حق حاصل ہے کہ اب بھی آپ کی ترقی کی کملی ہوئی ہیں اور زمانہ اب بھی آپ کے پرچوش خیر مقدم کیلئے تیار ہے بشرطیکہ آپ میں ترقی کی صلاحیت باقی ہو اور آپ ہمت مڑانہ سے زندگی کی کشمکش کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں اپنی گذشتہ عظمت کے افانوں اور اسلام کے شاندار کارناموں کے دہرانے اور

ان پر سرد ہے کا وقت تکل چکا ہے اب علی زندگی کے میدان میں تم  
اقوامِ عالم کے ساتھ دو شش بد و شش گام زن ہونے کا وقت ہے۔ اگر  
اسکو بھی آپ نے گذشتہ خروجِ اقبال اور کھوئے ہوئے جاہِ جلال کیلئے  
وقفِ ما تم کر دیا اور بیکار جانے دیا۔ تو یاد رکھئے کہ نہ تو آپ یادگارِ رونمیخت  
ہی سبکر رہنی چکے اور نہ اہل بصیرت کے لئے خاکستر پرواہ میں ہی کوئی کشش باقی  
رہے گی۔ جو قومِ زمانہ کا ساتھ دینے کے لئے تیسا نہیں تو معاف کجھے پھر اسکو  
زندہ رہنے کا بھی کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ سلطنتِ برطانیہ کے زیر سایہ رہ کر  
آپ کو ہر ستم کی ترقی کے پورے موقع حاصل ہوتے رہے ہیں مگر افسوس کہ آپ

ان مواضع سے مستثن نہیں ہوئے دیکھ راقوام نے اس وقت کو غنیمت سمجھا اور فائدہ اٹھایا۔  
یہی وجہ ہے کہ وہ میدانِ عمل میں آپ سے کو سوں آگے تکل گئے میں اور آپ نے ابھی  
بک پیچاٹ نہیں کیا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ حصولِ مقصد کیلئے آپ کو کن اس باد فرائع  
کی ضرورت ہے اور منزلِ مقصد تک پہنچنے کے لئے آپ کو کون سارا ستہ اختیار کرنا چاہتے  
اگرچہ میں آپ کے مستقبل کی طرف سے مایوس ہو چکا ہوں لیکن کیا عجج ہے کہ دوسری  
اقوام کے خروج و ترقی کے کامیابوں سے آپ کوئی منفید بستی حاصل کریں اور آپ کی قوم میں  
ایسے قابل بے لوث بے نفس اور ایشار کرنے والے رہنمای پیدا ہو جائیں جو صحیح طور پر رہنمائی  
کر کے آپ کو منزلِ مقصد تک پہنچائیں۔ حضراتِ ہندوستان کا یہ ارتقائی دور بہت خزانہ  
دورست ہے۔ اس دو میں بازی یجادے کیلئے آپ کو نہایت ہوشیار، تحریک کار، راستباز

رہنماؤں کی ضرورت ہے۔ درست بعض خود غرض نامہ نہاد لیڈر ان کی قیادت آپکی برداشت  
 اور تباہی کا باعث ہو جائیگی اور صفحت عالم سے آپ کا نام بود ہو جانا تعجب خیز نہ ہو گا۔  
 مجھے یہ سنکر بڑی سرت ہوئی کہ اس نجہن نے جبکی ناسندگی کا آپکو فخر حاصل ہے فرقہ دارانہ  
 تھبیات سے علیحدہ رہ کر ملک کو قوم کی بہت سی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں خصوصاً  
 فرقہ دارانہ سرگرمیوں کو ٹھنڈا کرنے اور متصادم جماعتوں میں داعنی توازن اور سکون پیدا کریں  
 چوکار نمایاں آپ سے سرزد ہوئے ہیں بہت ہی قابل و تحسین تاثر ہیں۔ میرے نزدیک  
 آپکا سب سے بڑا اور قابل فخر کار نامہ یہ ہے کہ آپ نے باہمی اتحاد و اتفاق کی پیغام برداشت  
 تسلیم کر کے اس فرض کو انجام دیا۔ مجھے ایمڈ ہے کہ آپ آئندہ بھی اس تصمیم العین کو  
 پیش نظر رکھتے ہوئے ملکی اور قومی خدمات انجام دیتے رہنگے۔ میرے خیال میں ملک  
 کو حصول مقصد کیلئے سب سے بڑی ضرورت اتفاق و اتحاد کی ہے اگر آپ اپنے نعمت  
 سے محروم ہیں اور اسکو حاصل کرنے کے لئے ملک کی جانب سے پوری کوششیں صر  
 نہ کیں تو جس مقصد کیلئے اس قدر حجد و حمد کیجا رہی ہے قطعی بے سود و بے کار ہے  
 میں اہل ملک کے جذبات کا ولی احترام کرتا ہوں اور لقینا ان کے مقاصد  
 سے مجھے پوری ہمدردی ہے مگر موجودہ سیاسی زندگی میں اسیوقت کوئی خوشگوارانہ  
 پیدا ہو سکتا ہے جبکہ ہم اتفاق و اتحاد کی برکتوں نے مالا مال ہوں۔ ہمیں اپنے ڈن  
 اور اقوام دیگر کے جذبات کا احترام و لحاظ ہو۔ اور ہم ایک دوسرے کی ضرر نہ  
 کو تسلیم کرنے کے خونگر ہوں۔ اگر سیاسی تعمیر کی بنیاد ان اصولوں پر فائم نہ کی گئی  
 تو اول تو اس مقصد کا حاصل ہونا معلوم اور بالفرض یہ حل بھی ہو گیا جب بھی اسکے  
 قیام و استقلال کی کوئی توقع نہیں کیجا سکتی اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کے بعد سکھو ایسی آہ

اختیار کرنے کی ضرورت ہو گی جو بدامنی - سورش - بیکاری اور فسادات کی نہ صرف بلکہ تھام کر سکیں بلکہ اعتدال کو قائم رکھتے ہوئے ہماری جملہ ضرور تو پیر حاوی ہوں اور ملک کی تحدی اور اقتصادی ترقی کے معاون ہوئے کے علاوہ موجودہ سورش اور چینی کا قلعہ نمک بھی کر سکیں۔ ملک کی بجھی ہوئی فضاد و رست کر کے ایسا لائج عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے جو اہل ملک کی مرفا احتمالی - سرببری اور خوشحالی کا باعث ہو اور آپ سکون اطمینان سے بیٹھنے کر ملک کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کی قابل ہو جائیں باہمی نقص و نفاق کا سب سے بڑا اثر ملک کی اقتصادی حالت پر پڑا ہے جسکی تلافی فوراً ہونی چاہئے۔ یہاںی حقوق حاصل کرنے کے لئے صرف وہی وسائل اور درائع اخیار کے جائیں جو پر آئینی اور مفسدہ انگیزہ ہوں حکومت کا اتحاد اور مدد دی حاصل کرنا حصول مقصد کے لئے ازبس ضروری ہے۔ یکونکہ یہ ظاہر ہے کہ آپ تلوں برطانیہ سے علیحدہ رہ گر امن و امان کی زندگی بسر کرنے کی قابل نہیں۔ جو لوگ یہی حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں ایکو سمجھ لینا چاہئے کہ انکی حیثیت صرف ایک سائل کی ہے سائل اگر حقوق مانگنے میں دینے والے کے غرتوں و فوار کا ساحت نہیں کرتا تو یعنی اسکو ان کا میانی سے مایوس ہو جانا چاہئے۔ میں تیہم کرتا ہوں کہ آزادی ہر قوم اور بشر کا پیدائشی حق ہے مگر ان شرائط کیسا تھے جیسا کہ یہنے اور پہلے کیا ہے اگر اہل ملک اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کے تو بلاشبہ ادن کو کامیابی ہوگی اور حکومت اسکے مطالباً تیہم کرنے کے لئے مجبور ہو جائیگی۔

مجھے آپ کی اس رائے سے کلی آفاق ہے کہ بے روزگاروں کیسے حصول معاش کے ایسا فراہم کئے جائیں اور اسکے لئے ایک ایسا مکمل نظام قائم کیا

جلے جوانخوف تو کشی کی مصیبت سے محفوظ رکھ سکے اس سلسلہ میں جس سکیم کا آپ نے ذکر کیا ہے دو یقیناً بہت کارآمد اور منفیہ ثابت ہو گی۔ بشرطیکہ دلسوڑی اور ہمدردی سے اس سکیم کو قابل عمل بنانے کی اہلیت آپ میں موجود ہو۔ اور آپ اپنے سرمایہ کو محفوظ رکھ سکیں۔ قسمتی سے مسلمانوں میں مہت و استقلال سے کام کرنے والوں کا فقدان ہے اور سلسلہ اور پہنچ مصائب برداشت کرنے پسے ان میں نظام اور باقاعدگی کیسا تھا کام کرنے کی اہلیت اب باقی نہیں رہی۔ آپ حضرات اگر ایسی مفیدا سکیم پر عمل کرنے اور اپنے مصیبت زدہ اہل دُنیا کو فاقہ کشی کی مصیبت سے بچانے کیسے تباہیں تو بیشک آپ پیری دلی مبارکباد کے مستحق ہیں جس قوم کے افراد میں ہمدردی اور دلسوڑی کے جذبات موجود ہیں اور جو قوم نبی نوع انسان کے مصائب سے متأثر ہو سکتی ہے وہ یقیناً اپنی کھوئی ہوئی غلطیت کو دوبارہ حاصل کرنے میں ضرور کا یہاں ب ہو کر رہیں گے۔

اس وقت ہندوستان کی خوش قسمتی سے لارڈ اررون جیسا شریف لنفس ہمدرد۔ اور نیکدل والسرائے پر سر حکومت ہے۔ اہل الفاف اس سے انکا نہیں کر سکتے کہ انکا دور حکومت۔ انکی داشمنی دانہ پالیسی۔ اور نیک نیتی کے ساتھ ہندوستان کی بہتری و بہبودی کیسے انکی جانکاہ کو شیش عدیم المثال ہیں مگر افسوس ہے کہ اہل ملک نے اس دور کی قدر نہ کی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اہل ملک بیجا نجحہ چھپی اور بے چاراعترافات سے اپنا دامن آلووہ نہ کرتے اور ان غلط فہمیوں میں مبتلا نہ ہو جائے جو صرف بے اعتمادی اور غیر وادی کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں۔ تو فی الحال منزل مقصود مک رسائی نہ بھی ہوتی جب۔ بھی

حصول مقصد کا راستہ آپ کے لئے زیادہ صاف اور آسان تر موجاتا۔ آپ خوش ذہبیت میں کہ حکومت کی طرف سے آپ کو سرجان ٹامن جیسے شہور مدبر اور ہمدرد چیف لکشنر کی پیر سرستی کی عزت حاصل ہے۔ سرجان ٹامن میرے دیکھنے کرم فرمائیں۔ مجھے ایسا ہے کہ اگر آپ نے صحیح راستہ اختیار کیا اور موصوف کے ہمدردانہ شوروں سے فائدہ اٹھایا تو سرجان کا دور حکومت آپ کیلئے بہترین دور ہو گا۔ اور آپ کے ترقی کے راستے میں کسی فتح کی شکلات حاصل نہ ہو گی مجھے ایسا ہے کہ آپ کا خلوص واعتماد اور سرجان کا تدبیر اور ہمدردانہ طرز حکومت آپ کے دامن مراد کو ہر مقصد سے بھی خالی تر بننے دیگا۔

آخریں آپ کی عنایات کا شکر ادا کرتے ہوئے نیالیحال چار ہزار دیوبیہ کی تھیں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور یقین دلتا ہوں کہ اگر آپ کی یہ ایکم کامیاب ہو گئی تو میں آئندہ بھی حتی الامکان آپ حضرات کی خدمت سے دیغ نہ کروں گا۔ مجھے یقین دلایکی ضرورت نہیں کہ مجھے آپ حضرات سے دلی ہمدردی ہے اور آپ کا سرکام موحد و پھری ہے۔ اہل ملک اور اہل وطن کی خدمت کرنا ہر انسان کا فرض ہے آپ صاحبان کی بدولت آج مجھے بھی آپ کے عملی کاموں میں حصہ لینے اور ایک حد تک آپ کا ہاتھ بٹانے کی سرت حاصل ہو رہی ہے۔ خدا کرے کہ آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں اور مجھے بھی آئندہ انسانی فراہم بجا لانے کے اپے ہی مواقع حاصل ہوتے رہیں۔

### مختصر تاریخ

اے کے بعد نواب سراج الدین احمد خان صاحب سائل جاگیر دار ریاست

لوہاروں نے اپنے منحصر انداز پر قصیدہ پڑھا ہے ۔ بچے تک شامل صاحب قصیدہ خواہی کرتے ہیں اسکے بعد پاری ختم ہوئی اور سرکار والاتار سب سے نہ صحت ہو کر اپنے کمپ پر تشریف لانے ۔ رات کے دس بجے تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا ۔

## قصیدہ شامل صاحب

رتی کا وقصہ سیرگہ پاداستان بخت کہنے کہانی اسکی ہو یا ہو بیان بخت  
انداز ہی سکے ہیں سی ہو اسکی طرز جسیا دا ہو رتی کی ایسی ہے آن بخت  
بوالی یہ برح کی ہونہ بان عجمیم ہے وہ دیسی لگاؤں پر کھکھوں ڈھان بخت  
مرغبو طبع جو ہو شمشیر یا ان ہو گیوں رتی کو میں بھانوں ہلاؤں بان بخت  
ایمان سے طبع اقدس دربار اب نہیں کیا رتی کے بات طے کروں یا فتحوان بخت  
تعیل حکم چاہے خیسہ الامیر کی رتی کا ارتھ کار مولیا مار حجان بخت  
مرضی مرب حضوں کی پائیگا جفتلم کھو لیگا بھید رتی کا راز ہماں بخت  
خود سوچا بھی چاہئے اہل متسلم بچھے رتی کی بھینٹ پیش ہے یا ارمغان بخت  
مددوح تیر اخیر سے ہو مجمع المعلوم اکاس ہو وہ رتی کا ہو آسمان بخت  
ہندی فارسی کلبے گلدستہ اسکی بزم رتی بھانی وہ وہ ہے بانجوان بخت  
ہندی فارسی ہیں کراں کی شرف گری پنچ روں تی گی چن ہو اخوان بخت  
نہیکو علی نواز کے درشن ہوئے نصیب رتی کا کھونج ملکیا پایا نشان بخت  
لکھ اور ایک مطلع پر نور و پرضا مطلع چھڑ ہو جس سی دیہ و پر چوان بخت  
تجھ پر شاہ سپکر دردح دروان بخت رکھا چوچ دیکھا ترے فرقدان بخت  
جنہ رنجہ کو کھکا روز ازل ہند ا تو قہرمان بخت

مالک ہو تو جہاں کے سفید دسیاہ کا ہر تیرے نوک خامہ پر سود دڑیاں بخت  
 دست کرم عطا ہوا پر ود دکا رے کو ہر فشانِ بن میزِ میرنی باں بخت  
 ہوتے ہیں استھارِ میرزادت خاص ہی کانِ فیوضِ ظاہروں گنج نہان بخت  
 توت عجیب ساعدِ بازوں میں کواد سبھے نام عسکارِ میرزاد طالعِ توان بخت  
 دیں بہا رجت جو پیشِ مگھ ریس جو تجھے دوہری ہیں قلبِ خزان بخت  
 کشور کا تیرے نام ہے ظاہر میں خیر پڑ کیوں حرنے جاننیوں مجھے میں پا پاس بخت  
 در پر جو تیرے پاؤں میں اپنا شار بخت پایا شرفِ حضورِ یکابے سعی و آزدہ  
 پھر ایسے التفات پہ مجہب و مُحیب لطفِ فردید یہ کہ ملکا سہ پیر کا  
 ہمراہ میوہای تر و تازہ نام بخت الٹافن بر فردید میت بھی تو حکم ہوا  
 دار الامارہ میں مری چاہی طلب تا جانوں کہ ہو گیا میں میہان بخت  
 بسیم یہ غریب میں مجھے جب چکیں شیب پھر وجہ شہ کو سنی ہو دریان بخت  
 رتی جو پلما کھا کے کرے کھہ سی کھے پجھے مگر لوں لقین اسکا نہ ہو جو گھان بخت  
 کر لی قبولِ حق نے دعا کی سحر گئی اتو ایمد ہی مجھے بخت سید دے  
 سر پر رہا کر کیا میے اتنے ان بخت پائیکا نام طرہ دستار بھی صراہ  
 فضلِ خدا سو شرقد طالعِ نشان بخت هر تیچ کو عمامہ کا دینا کمکی پھر  
 تکیہ نہیں رہیکا نشمن کا یہے نام سب واؤں کہنے اے آشیاں بخت

پری قدم کو دیکھتے ہی میں سمجھ لیا  
 ہاتھ آیا نیرے گنج زرشا گان بخت  
 واپسہ میری نسل سے اب ہونگے جقد  
 کہکا نہیں پکارنے کے سب و ماں بخت  
 سب طرح بوس تو ہو یا آخر پہ اعتماد  
 باقی رہا ہو ایک فقط امتحان بخت  
 پسچوں میں اپنے ہانپہ جہان کا ہو خذبو  
 ترطق کرلوں پسکے مے ارغوان بخت  
 خلعت میں تجھے لیکے رہوں نیا نین بخت  
 کرلوں اگر فریضہ مدت ڈھاں ادا  
 بھرواؤں میں دہس گھرا بد اسے  
 تشریف میں سواری کی لوں استزرو  
 ہاتھوں میں اپنے دیکھوں زمام و غان بخت  
 دورو و قریب کہ ڈریں شہزاد بخت  
 ممتاز ان حصول مرائبے ہو کوئی  
 دیکردھا جیسم کروں اسماں بخت  
 دولت ہو کامراں نری اقبال ستان  
 بخت جوانے بھمکو کہیں سب جوان بخت  
 انسدیر احافط و ناصر ہے مدام  
 اسکے کرم کا سایہ نہ سا بان بخت

اتنی دواری سے بجھے پروردگار رخمر  
 تجھوکے حضر خضر جاویان بخت  
 نذر گذرا یندہ و مصنفہ !

ابوالمعظّم سراج الدین احمد خاں سائل دہلوی ، ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء

بہم اکتوبر ۱۹۳۷ء

## سرکار عالیٰ کی تدبیر کا نامہ

آج صبح ۱۱ بجے انہمن شعبہ الصفا اور انہمن حسینی کے نامزدے پیش ہوئے جنہوں نے اپنی اپنی جماعتیوں کی سیطرہ فرنسہ و فودا اور پہاڑا سائے پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ سرکار نے نہایت خندہ پیشانی سے ہر دو جماعتیوں کے نمائندوں کو امام اکتوبر ۱۹۳۷ء بچے سیدر کا وقت مرحمت فرمایا۔ ہم چیڑاں تھے کہ سرکار دا لانے والوں انہمنوں کو بیک وقت کیوں طلب فرمایا ہے۔ مگر پچھہ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ملک حصیر بہاء الدین خاں صاحب نے دریافت کیا کہ حنور والا آپ نے ہر دو انہمن پر شعیان وہی کی میں۔ دونوں کا علیحدہ علیحدہ آنا تھا تھا ہے کہ ان دونوں جماعتیوں میں زبردست اختلاف ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں جماعتیوں میں اتنا بھیدا کراویں نہیں وجوہ تھے کہ یعنی دونوں جماعتیوں کو بیک وقت طلب کیا ہے۔ اسکے بعد رات ملک مخزین شہر ملاقا توں کے لئے آئے رہے اور آپ سر ایک سے نہایت اخلاص کیا تھوڑے ملتے تھے طلاقا توں کا سلسہ شام تک برابر چاری رہا۔ بلکہ ایک دو حضرات رث کو بھی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔

احمد راکتو بر ۱۹۳۷ء

آج بھی صبح ۹ بجے سے برابر ملاقا توں کا سلسہ لگا رہا۔ آج انہمن شعبہ الصفا اور انہمن حسینی کے وفوڈ پیش ہونے والے تھے۔ دونوں وفوڈ کی باریابی کیلئے میدان ہوتل کے بڑے ہال میں اہتمام کیا گیا تھا۔ بچے سے ہر دو انہمنوں کے نمائندے آنے شروع ہوئے۔

## ایک فسوں اک اقے اور سرکار عالیٰ کی دشمنی کا مونہ

یہ ایک نہایت افسوسناک اور رنجده حقیقت ہی کہ شیعیانِ دہلی میں باہم انحراف و انشقاق اور تنازعات اس درج پیش گئے تھے کہ شیعوں کی دو جماعتیوں نے علاوہ باہم مقدمہ بازی بکھرے بت پیش گئی۔ اسلئے سرکار والے نے ہر دو جماعتوں کی باریابی کیلئے ایک ہی وقت دیا تھا تاکہ اس موقع پر ہر دو جماعتوں میں اصلاح اور اتحاد پیدا کرایا جاسکے۔ مگر اسکا علم ہر دو انجمنوں کو نہ ہوئے دیا گیا۔ جب باریابی کا وقت آیا اور سرکار والہ شریف فرمایا ہوئے والے تھے ہر دو انجمنوں کے نمائندوں نے پرائیویٹ سکریٹری کے ذریعہ عرض کرایا کہ ہم دوسری جماعت کیسا تھا اور اسکے روبرو اپنا ایڈریس پیش کرنا نہیں چاہتے۔ مگر سرکار والہ نے اپنے پرائیویٹ سکریٹری کے ذریعہ یہ انتظام کرایا کہ اسی سہال میں ایکطرف انجمن شعبہ لٹھفا کے نمائندے پڑھیں اور ایکطرف انجمن یعنی کے۔ ہر دو انجمن علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے ایڈریس پیش کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہیکد چاربجے سرکار والہ اپنے اسٹاف کے رونق افرز ہوئے۔ الحمد للہ اور دو شریف سے عام ہال گونج اٹھا۔ یہ بیان یہ بیان کر دیا ہی بیجا نہ ہو گا کہ سرکار والے یہ تجھے کر لیا تھا کہ جب تک ہر دو انجمنوں میں اتفاق و اتحاد نہ ہو جائیگا میں کسی انجمن کی سرپرستی نہ کروں گا۔ چنانچہ چوب ایڈریس میں اپنے اتفاق و اتحاد کی تھیں فرمائے ہوئے صاف طور پر فرمایا کہ جب تک اپنے ہم متفق نہ ہوئے میں کوئی امداد نہ کروں گا اور جب آپ کا باہمی اتحاد ہو جائے میں آپ کو ہر فتح کی امداد دیں گے لیے تباہ ہونگا۔ مگر تباہ کو دیکھ کر آپ کے دربارے سخاوت میں جوش پیدا ہوں اور آپ نے ہزار یتھم بخوبی امداد کیے ایکہ رار و پیر کے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا۔ اوج یتھم شعبہ الصفا نے شیعیانِ دہلی کے مدارا اور غریب بخوبی تعلیم سے محروم رہنے کا تذکرہ کیا تو آپ نے ان غریب اور

نما و ارجو نے وظائف کے لئے بھی ایک ہزار زوپیہ کا اعلان فرمادیا۔ جو سرکار عالیٰ کی خواست  
اور قباضتی کا اعلیٰ بتوت ہے اسکے بعد جناب فاضل مقبل صدر الحسن حسینی نے اپنا ایدریہ با

## پیاسا نامہ ابن حسینی دہلی

بِحَصْنِهِ عَالِيَّجَاهِ بَلْندِ پَاكَگَاهِ شُوكَتِ وَعَطْلَتِ وَسَنْگَاهِ . اِمِرِ الْاَمْرِ الرَّاعِظِ  
حَشَامُ الْمَدْلُوْحِ الْمَدْلُوْحِ الْمَدْلُوْحِ الْمَدْلُوْحِ الْمَدْلُوْحِ الْمَدْلُوْحِ  
طَالِبُ الْمَوْرِفِ الْمَوْرِفِ الْمَوْرِفِ الْمَوْرِفِ الْمَوْرِفِ الْمَوْرِفِ الْمَوْرِفِ  
حَضُورِ وَالَّا ! خَدَا كَالا كَوْلَا كَوْلَكَرْ ہے اور احسان ہے جنے آج ہر زمین دہلی کو آتے

ہیں ایمیر الامر، کی آمد سے زیب وزیت بخشی شہر شاہ جہاں آباد جسد رہی فخر و بہات کو  
بجا ہے کیونکہ آج اسکو ایسے مددوں کے خیر مقدم کا شرف ایسا زیارت حاصل ہوا ہے۔ جو ہندستان کا  
گوہر شب چانغ ہے سادات ہند کا تاج ہے جسکی تاریخ سندھی روایات مُداقات سے  
ہندوستان کیلئے ماہہ ناز ہے جیکا دماغ اسلام اور خالص اسلام کی بہودی اور سحدروی  
سے بھر بورپ ہے۔ جسکا قلب مبارک شیعی دنیا کی خدمت کیلئے مختص ہے جسکی زندگی کا شعا  
شعا رسالہ کی خدمت بجا لاتا ہے۔

آقاۓ نادر۔ ہندوستانیں علی العموم ایسے افراد مکثت بوجود ہیں جو بائی  
زندگی بسر کر کے نا سوری کے مدارج تک پہنچے۔ یا حکومت کے رازدار نبکرا علی خطایات  
سے مرشد ہوئے۔ یا دیگر مذاہب میں شرکیہ ہو کر شخصیت پیدا کی۔ مگر حضور والکے

۱۱

حاولانہ عجیبہ لے ثابت کر دیا کہ حضور کی زندگی اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتی ہے حضور والا کو نقطہ نظر عام اسلامی اجتماعی زندگی گذارتا ہے۔ دور حاضر میں یہ بات محسن حضور ہی کی ذات سے مختص ہے۔

آقے نامدار حضور والا کے وہ خیالات بخشیہ کا نفرنس کے خطہ صدارت میں مندرج ہیں وہ قوم کو بیاد ہیں۔ اور سادات موئین کے لئے قابل عبرت وسقی میں۔ نیز قومی اداروں اور مذہبی امورات سے جو انہماں کے حضور کی شخصیت ذکر کیا ہے وہ سب پھر روز روشن کی طرح نووار ہے۔ نیز حضور والا کے آبا و اجداء کو قومی فلاح اور بہیود کے ساتھ جو ویرینہ تعلق رہتا چلا آیا ہے وہ ہمیں قابل فراموشی نہیں۔ عالیجاہ۔ وہی کی شیعی ونیا کے چند افراد اُج حسبقدر بھی فخر و ناز کریں جا اور درست ہے۔ یاد اپا تم ایک زمانہ ایسا بھی گذر چکا ہے جبکہ یہی شاہ جہان آباد، علماء اور حکماء ندیں شیعہ کا معدن و مخزن رہا ہے۔ یہاں حضرت علامہ شریعت الدین علیہ الرحمۃ ہیے بزرگوار موجود تھے چون کے علم و فضل انکی معركہ الاراء تصنیف نزعہ اینٹھر ایک اگست شہزادت بندر گواہی دے رہی ہے۔ اسکے بعد ایک دوسرے دور آیا جسیں شہور زمانہ فاضل گانہ جناب قاری یہود حضرت علی صاحب قبلہ مرحوم نے اپنے علم و فضل کی روشنی سے جھیلات کی تاریکیوں کو کافور کرو دیا۔ بعد ازاں انکے جانشین شمس العدی قاری یہود عباسی صاحب قبلہ مرحوم نے وہ وہ مذہبی اور قومی حدیثیں انجام دین چلکے کا زماموں کو بیان کر کے اہل وطن کے آنسو نہیں تھیتے۔ سب سے آخری زمانہ میں جناب مولوی حاجی مقبول احمد صاحب قبلہ دہلوی نے ترجمہ قرآن کا ایسا زبردست مسلسلہ حل کر دیا جو سرزین دہلی کے نئے طغرا، ایسا زیستیم کر لیا گیا۔ اب موجودہ نسل میں علوم

ندہبی کی طرف سے یہ اتفاقی اور سرودہری سید امین شروع ہو گئی۔ چنانچہ کارکنان سخن  
حسینی دہلی نے اپنے ساعتی جمیلہ سے ایک بینی درسگاہ قائم کی جسکے تعمیری اخراجات  
جناب خان بہادر سید سجاد حسین صاحب استاذ اسٹیڈیز انڈین رزیڈنسٹ ریاست گوالیا  
لے منظور فرمائے۔ نیز تغیرہ شہید راجح کی شاندار عمارت بنوا کر اپنی یادگار قائم کی طفاف  
садات کی سرگردانی اور پریشانی سوتا شہر ہو کر شیعہ میتم خانہ دار السلطنت ہند میں قائم  
کیا گیا۔ قبل اسکے کہ جناب والا کے سامنے اس ادائے کے مفصل حالات پیش کریں  
ہمارا دوسرا نصب العین تسلیخ مدھب بطریق عزا داری ہے۔ ہماری غرض و غایبی یہ  
ہے کہ شیعہ جماعت کو سلک وحدت میں منسلک کیا جائے۔ اور ایک مرکز پر جمع کر کے اخلاق  
حسنی اور صبر و صبری کی تعلیم دیجائے۔ یہ تو ہمارے ان اسلوف کے کارناموں کو پیش کیا جائے  
جو اشاعت اسلام کے سلسلہ میں انجام دئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے رسائل تضییف کے کے  
جملہ اہل اسلام کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔

حضور والا۔ اس مقصد کی تجھیل کیلئے ایک قدیمی کہنہ عزا خانہ انہر نو زیر تعمیر سے  
جو اپنی جیسے عالی حوصلہ ہستی کی نظر ترجم سے پار تجھیل کو پہنچ سکتا ہے۔

آقاۓ نامدار۔ ہم استو قفت حضور والا کے عام و خاص ایثار و سخاوت کا تذکرہ کرنا  
مناسب نہیں تھا۔ جو عام طور سے زبان زد ہیں اور جس سے نہ رسانی عراقی مک  
بنجوبی واقف ہیں۔ صد ہا ایسی خبرات و مبرات ہیں جس سے ابتدام و ایامی کی خدمت  
بجا لائی جاتی ہے۔ اور جنکا عوام انس کو علم نہیں۔ صد پا غرباً اور طلباء حضور  
کے چشمہ فرض و محیراب ہوتے ہیں۔ حضور کی وطنی مساجد اور عزا خانے آبا و مہنگا ہیں  
شاد ہیں۔ اور کل فرقہ ہائے اسلام پر کے افراد فیضیاب ہے۔

ایں سعادت بزور باز ویست سماں بخشد خند اے بخشد  
آقائے ناہدار اب ہم عنور طبع مونین سادات کے استشیم خانہ کی مالی حالت کا ذکر کر دیں  
ج کائنگ بنیاد ۲۶ اگست ۱۹۴۰ء کو جناب مولانا مولوی السيد آقا حسن صاحب قبلہ مجتبیہ بھر  
لہنؤی مرحوم نے ایک عظیم اشان جسے میں لصب فرمایا تھا۔ عمارت پیشیم خانہ کی چھ ہزار رु رو  
سے تعمیر کی گئی جو اس وقت ناکافی ہے تقریباً چالیس ایسا مام اس میں مقیم ہیں۔ مگر یہ عمارت  
موجودہ ایسا مام کے لئے ناکافی ہے۔ نیز کثرت دافعہ اور ضرورت وقت ارکین کو اپر محبور  
کر دی ہے کہ ایک اور ہال تعمیر کیا جائے جسکی ہاضر دگی اپ جیسے محسن قوم کے نام ناہی و اسکم  
گرامی سے وابستہ ہو۔ حضور والا ہمارے مغلوب اس امر کے تمنی تھے کہ سہ  
شخضے از غذب بروں آید و کارے بخند

### نیز شعر

آن نجح خاک اب نظر کھیا کند آیا بود کہ گو شہ حشم پا کند  
آقائے ناہدار ہماری سمح خراشی کو صدق دلے معاف فرمائیں اور انی سر رپتی سو  
مدت العز کے لئے حلقہ گوش بنایں۔ ہم اپنے بخقیدت و ارادت کے سدا بہار پھول  
اپ پر سے شارک کے درست پدعا ہیں کہ  
تم سلامت رہو ہزار برس ہر بس کے ہون ن پھا سہار

ہم ہیں آپکے خادمان، ارکین اپنے حسنی دہلی

ایڈریس کے اختتام پر بجائے اسکے کہ سرکار والا ایڈریس کا جواب دیتے آپے اجمن شعبہ الصفا کے اراکیں کی طرف دیکھتا کہ وہ بھی ایڈریس پیش کریں چنانچہ سید رضا مرا صاحب بی۔ آئیل ایل بی۔ دیکل سکرٹری اجمن شعبہ الصفا نے حرب ذیل ایڈریس پیش کیا اور ایک نہایت پر مکلف شہری ہار پہنچایا۔

## پاسا نہہ اجمن شعبہ الصفا دہلی

بحضور پر فرع پا نگاہ حشر و شوکت مسکاہ امیر الامر العظام اختتم الدول  
حکام الملک منظہر خبیہ دہر ہیں اب میر علی نواز حاصل حصہ بہی  
ٹالپور فرمادیا حسیدا داد خیر پورندہ  
یورہائیں

ہم جملہ ارکان و میران اجمن شعبہ الصفا، دہلی بحد آداب و اخلاص آج  
اتھانی مخزا اور سرت بسید کیسا تھا حضور پر نور کی تشریف آوری دہلی پر حضور والا کا  
خیر قدم کرتے ہوئے اور اپنے محبت بھرے دلوں نے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

عاليجاہا۔ آج ہم اپنی خوش قسمی پر نماز ایں کہ ہمارے سر برپت و مری ہماری  
بھری ہوئی قوم کا شیرازہ بندے ہم غریبوں کو اپے زریں و امن کے سایہ میں بلا یا ہے  
ہمارے پاس نہ الفاظ ہیں نہ قلم میں طاقت کہ حضور پر نور جیے والا قدر سر برپت

کی توصیف کر سکیں۔ آپ کی شاہانہ قوم پروری شل آفتاب کے آج جگنگار ہی ہے  
حضور والا۔ اعلیٰ حضرت سرزین دہلی پر شریف آدری کا پرتو سلاطین  
شریفہ کی یاد کو جس طرح تازہ کرتا ہے اور جذہ بات خوابیدہ کو جھکانا ہے دہلی  
ہمایوں کا ایک ادنیٰ کر شمہ ہے وہ سرزین جو کبھی شاہان اولو الغرم کی حوصلہ  
افراہی اور قوم پروری سے علوم فنون کا گھوارہ۔ اور قومیت مذہب کا  
حرث پہنچی۔ کبھی شیعہ ارکان سلطنت کے باعث یہاں مذہبِ حق کے علم  
لہرھاتے تھے۔ کبھی حکومتِ مغلیہ کے دور و دوران میں اس مدت کے  
افراد معراجِ کمال کی نزدیں طے کرنے تھے مگر افسوس اور صد ہزار افسوس  
لہیل و نہیں رئے ورقِ تاریخ انکھوں دیکھتے اس طرح پڑتے کہ سوائی  
چند شکستہ عمارات، اوقاف کے اور کہنڈرات کے زبان حال سے  
لوئی مرثیہ خوان واقعات بھی ڈھونڈتے نہیں ملئی۔ ہاں کبھی کبھی  
فضائے عالم کی لہروں میں یہ شعر نامی دیتا ہے۔

یہ بے نسبین خالی ہوا کے نائلے مکان یا دیکیں کرنے میں مکبوتوں کو  
جہاں پناہ۔ ہمارا مقصد آپ کے عیامِ خوش اوقات کو مکدر کرنا  
نہیں ہے بلکہ افسانہ خود اس قدر دل آویز ہو گیا ہے کہ اس کو کسی  
طریقے شادی میں بدلنا چاہیں نو وہ الوالا ب کے دل میں چل گیاں  
یعنی لگتا ہے۔ حضور پر لوز کی تشریف آور ہمی پر دکھے ہوئے دلوں کی  
آواز ملند ہوئی ایک فطرتی امر ہے۔ اور مریبی اور سرپرست کو دیکھ کر  
دل کے جذبات زبان پر آیا کرے ہیں۔

حضور والا۔ ہم اس اجزے ہوئے دیا رکی سنی ہوئی نشانیوں کی یادگار ہیں۔ جو زمانہ کے ہاتھوں دیران ہو چکے تھے پہاڑک کہ فلک بحر قار چاہتا تھا کہ شعبان دہليٰ کو ختم کر دے۔ تُقدرت کاملہ نے ایک صاحبِ دل کو دہليٰ میں پونچا و یا جنکانام نامی واسسم گرامی جانب مولانا مولوی آقا حسین صاحب اعلیٰ اللہ تعالیٰ مصطفیٰ جمعون نے درد بھرے دلوں کو ٹھوٹلا۔ اور توئے ہوئے پیمانوں کو جوڑا۔ اور آج سے تیسال پہلے ہماری انجمن شعبہ الصفا، دہليٰ کی بنیاد رکھی دہ چند تینوں ایسے تبرک ہاتھوں رکھے گئے تھے کہ اسوقت سے یکر آج تک انجمن شعبہ الصفا، شعبان دہليٰ کی زریں خدمات انجام دے رہی ہے۔

حضور والا۔ ہماری انجمن شعبہ الصفا، دہليٰ کا مقصد اقصیٰ شیعہ اوقاف دہليٰ کی خدمت و نگرانی ہے۔ چنانچہ نہایت فخر کیا تھا عرض کر سکتے ہیں کہ آج تک ان کمزور ہاتھوں نے مسجد جامع شعبان دہليٰ - مسجد سولی والان - مسجد عاشوی خان مسجد موری دوازہ - مسجد کھوجر - مسجد درگاہ پنجہ شریف - نیز درگاہ پنجہ شریف درگاہ شاہ مردان کی خدمت و نگرانی باحسن دجوہ انجام دے رہی ہے۔ اور قوم شیعہ کی دیگر تومی اور لمبی خدمات کا شرف حاصل کرتی رہی ہے۔

غالباً۔ ہماری انجمن غریب تحقیق شیعہ طلباء کو وظائف دیکھائیں یا تعلیمی جسد و جہد میں پورا ہاتھ بٹاتی ہے ہر سال متعدد وظائف تحقیق کو دئے جا رہے ہیں اور ہم نہایت فخر کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ ہماری انجمن پاست سے الگ رہتے ہوئے بھی شعبان دہليٰ کو سوشن نہ ہی۔ تمدنی زندگی کی بخراں ہے۔ اور اس سلسلے ہم یہ عرض کر سکتے ہیں کہ ہماری انجمن شعبہ الصفا، ہی صحیح معنوں میں شعبان

وہی کی واحد نائندہ جماعت ہے ظل بجانی حضور کی سرپرستیوں نے اب  
صحاب بنکر شیعہ کا نفرنس کے شجر کی جس طرح آبیاری فرمائی ہے وہ  
اظہرن شمس ہے یہ امر ہمارے لئے باعث صداقت ہے کہ شیعہ کا نفرنس  
نے ہماری الجمن شعبت الصفار کا باقاعدہ احراق پر سما منظور کر کے ہماری  
عزت افزائی فرمائے ہے

حضور والا۔ ہم اپنے اعلیٰ مقاصد اور آپ نے فرانس آپ کے سامنے  
رکھ دئے ہیں اور آپ جسے مرپی اور سرپرست سے عرض نہ کرتے ہیں  
ذرا بھی باک نہیں ہے کہ ہم اپنے مقاصد کو تکمیل کا سبب بنانے کے  
لئے جیسی کچھ شکلات میں مبتلا ہوئے ہیں انجی سلبی کے لئے آپ جسے  
حاتم دوران کا تشریف لانا مایسید رہی ہے کہ ہم ناچیزروں کو اپنے گہرے  
وامن کے نیچے اس طرح جگہ دیں گے کہ ہم اپنے مقاصد کو نہایت اُسی کو  
ساتھ کا میاب بناسکنے۔

حضور والا۔ آخر میں حضور والا کا بھر ایک وغیرہ شکریہ ادا کرتے ہیں  
اور حضور کی ترقی عمر واقب ال کیلئے دلوں میخے ہاتھ اٹھا کر دعا لکھتے ہیں کہ حضور  
نے اپنے نگ وقت میں ہمارے سپاہیاں کے کو شرف قبولیت سنجشا۔ ہمارے  
پاس الفاظ نہیں ہیں کہ حضور کے اس الطاف حسرہ انہ کی مدح و نیکی کر سکیں۔

مرد خاد سپاہیاں کے نسبت کہاں غبار۔ فریدون و حجم و تسریودا و ہم کو  
ہم ہیں اپنے خادمان، محمد ران ہمین شعبت الحلفاء میں  
اسکے ہر دو انجمنوں کے نمائندوں کو منح طب کر کے سرکار والا محسوب ہیں اپنی سیچ دیں۔

# سرکار والکا چوہا

برادران ملت دار اکیں ان جمن شجعہ لھعن، و ان جمن  
 حسینی میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے صرف خوص و محبت سے میراضر تھم  
 کیا ہے بلکہ آپ نے اپنے ایڈریس میں ان حبز بات کا بھی انداز کیا ہے  
 جب پر خادم ملت ہونے کی حیثیت سے میں تھیشہ فخر کروں گا۔ وہی کو چونکہ  
 میں اپنا وطن سمجھتا ہوں اسلئے اہل وطن کا ہر کار نامہ پیرے لئے موجب  
 دُپکھی ہے اور اہل وصن کی خدمات کرنا پیرا فرصہ ہے۔ رہنمایان قوم  
 شکریہ کے ساتھ مجھے آپ حضرات سے تھوڑی سی شکایت بھی ہے  
 گرجو شکایت اخلاص و محبت پر بنی ہوا سکا انہا رنہ کرنا پیرے نزدیک  
 ایک اخلاقی جرم ہے اسید ہے کہ آپ پیری اس صاف گوئی کو  
 نیک نیتی پر محمول کرنے گے شکایت صرف یہ ہے کہ مجھے نہایت سنجاد،  
 افسوس کے ساتھ مسحوم ہوا ہے کہ شیخان وہی کو بجائے اتفاق  
 و اتحاد کے نقیض و نفایق کی کار سازیاں تباہ کئے دیتی ہیں۔  
 مجھے اندریش ہے کہ اگر اہل قوم ابہت جلد اس نفاق کو دور کرنے پر متوجہ  
 نہوے تو اس باہمی نفاق کے خطرناک نتائج آیکی پیرے سی۔  
 متوجہ ہے۔ اقتصادی ترقیوں کو بالکل مدد د کر دیں گے۔

اس وقت جبکہ ہر قوم و ملت اپنی بُفت کی فکر میں مبتدا ہے آپ  
پہنچتی سے اپنی تباہی کے موثر اسباب تلاش کر رہے ہیں اور  
اس میں شک نہیں کہ اس مقصد کے حصول میں آپ کو ایک حسد  
یا بُک کا میباہی بھی ہوئی ہے جس پر میں بجائے سرت کے اظہار تمازن  
کرنا ہوں۔ میری آرزو ہے کہ آپ اسلام کے لاتعداد فرقوں میں ایک  
مزید افسوسناک اضافہ نہ کریں بلکہ منتشر قوموں کو مجتمع کر کے اسلام کی  
قوت کو پر فرار رکھنے کی کوشش فرمائیں۔ یہ میری ایک دوستا نہ اور  
مخلصانہ استدعا ہے جسکی قبولیت یہ رے لے موجب صد شکر گذاری ہو گی  
اور قوم و ملت کو آپ کی متفقہہ کوششوں نے قابل قدر امداد ملیگی۔

مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ مجھے آپ کے مقام سے ولی ہمدردی  
ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ نے آپ حضرات اور برادران ملت کی خدمت  
نہ کبھی پہلے دریغ کیا ہے اور نہ آئندہ کروں گا۔ میرا روپہ قومی کاموں  
لے وقف ہے۔ شیعہ کائفین میں اسکی شاہد ہیں اسلئے کوئی وضیہ نہیں  
کہ یہ آپ کا ہاتھ نہ بٹا دیں اور آپ کی ضرورتوں میں عملی حصہ لیکر دھنی  
خاتم نہ ہوں۔ مگر یہ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ یہ دونوں اجنبیں تعریق و  
افراق کے نقصانات کو محسوس کر کے کارہائے چکامکھل اور واحد پر گرام  
یتباہ کر کے میرے سامنے پیش کریں اور میں سرت و اظہان کے ساتھ  
آپ حضرات کی جلد امداد کی قابل ہو جاؤں۔ میں پھر لفہن دلاتا ہو  
کہ مجھے آپ حضرات کی خدات چلیں گا اعتراف ہے۔ اور میں دامے

درے۔ وتدے۔ سخنے۔ آپ کی ہر خدمت کے لئے میت رہوں  
جس قدر جلد آپ اپنی اسکیم مرتب کر سکیں گے اسقدر جلد مجھے  
آپ حضرات کی خدمت کا موقع ملیگا۔

یہ آپ حضرات کی تکلیف فرمائی کا مزید شکر یہ ادا کرتا ہوں۔  
چنانچہ اسی وقت ہر دو ہجتوں کو دو دو ممبران چن کر اور ہر زاد بھائیں جبایلے وکیل کو انکا صد بنا کر  
اسکے بعد ہندستان کے مشہور آغا شاعرنے ایک نہایت عمدہ قصیدہ  
بڑھا۔ یونکہ اس قصیدہ کی کاپی مجھے با وجود تلاش کے وسیاب نہیں ہوئی  
اسکے قصیدہ درج کرنے سے معذ در ہوں۔

### بکم نو سترستہ

آج گو مطلع ابرا آلو د تھا۔ ہلکی ہلکی ترشیح بھی ہو رہی تھی۔ سردی بھی اپنے  
زنگ جمانے میں مصروف تھی۔ مگر عالمین شہر کا اشتیاق اتنا بڑا تھا کہ وہ  
جوق جوئی آرہے تھے اور سر کار زادار کمال اخلاق سے کام لیکر ہر ایک  
کو شرف باریا بی بختے تھے۔ چار بجے مک پس سلمہ جاری رہا ۱۰ م بجے  
سر کار والوں کو آنر بیل سر جان ڈانس چیف کشہر دہلی کے ہاں چائے  
کی دعوت میں شرکت فرمائی تھی اسے آپ مع اپنے اسٹاف کے  
چار پر شرکت لی گئے۔ چھ بجے واپس تشریف لائے ۱۰ بجے اولڈ بائز  
ایسو سی ایشن عربک کالج کا ڈپوئشن حاضر تھا جس کو شرف باریا بی بختا گیا وفادی میں  
فت بل ذکر حضرات کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

فاری سفر از حسین صاحب سیاوح مبلغ جا بان . خالص صاحب مائسر فضل الدین  
 صاحب ایم اے . سابق پر فیض عرب کب کان لج . خان بہادر مولانا جیپ ارجمن  
 صاحب . سی . آئی . ای سب جسٹار دہلی . مولانا عبد القیوم صاحب حصت انی  
 ایس . ایم عبد الله صاحب داس پر سیدنٹ ینوپل کمیٹی . میر محمد حسین صاحب  
 بنوپل کشنز . بعد بدرو الاسلام صاحب پے اے سکرٹری ایسوی ایشن .  
 مرزا عجم حسین صاحب بی . اے . ایل . بی . وکیل شیخ شجاع ارجمن  
 صاحب خرل خنڈیں . سید رضا مرزا صاحب بی . اے ایل . ایل . بی . وکیل  
 سید عاشق عباس صاحب . جانب خان بہادر مولانا جیپ ارجمن صاحب  
 سی . آئی . ای . نے ایسوی ایشن کی طرف سے حسب ذیل ایڈریس پڑھ کر نایا

## ایڈریس اولڈ بار ایسوی ایشن کام کان لج دہلی

بھخو فیض بھجور عالیہ بنا میں ای  
 وحشی کم فرم از وکیل یا سب خیل پر شفہ خلد ایڈریس

- وعاؤ بان و منتظر انگھو خوبکب کان لج دہلی اولڈ بار ایسوی ایشن

حضور والا کا مودبا نہ اور مخلصانہ خپر قدم بجا لاتے ہیں

۱ - یہ اسوی ایشن اولڈبوائز نے دیگر کالجوں کی طرح ۱۹۷۲ء میں فائم کی  
اور حسب ذیل مقاصد پیش نظر کے

۲ - اولڈبوائز میں باہم اتحاد فائم رہے

۳ - ایک رسالہ سبام یاراں قدیم مشتمل بر کو انٹ و حالات کا لج  
و مصنایں علمی چاری کیا جائے

۴ - ہر سال ایک مرتبہ اولڈبوار مکر و ڈز. اسپورٹس - شاعرہ وغیرہ کے  
ذریعہ سے اتحاد بڑھائیں

۵ - سب سے اہم کام یہ لصب العین پیش نظر رکھا جائے کہ غریب و مادا  
طلباء کو بلا امتیاز شیعہ و سنی کے اسوی ایش کی طرف سے وظائف دئے  
اور مستحق اور محنتی طلباء کو میڈل وغیرہ دیکھانا کی محبت افرانی کیجاں

۶ - فضل حند اونڈی حضور کے دعا گو اپنی استطاعت کی موافق  
شر و سکون تا ایندم حبلہ مقاصد متذکرہ بالا کو انجام دے رہے ہیں۔  
احمد سعد کہ مالی امداد سے بھی مختلف ذرائع سے ہماری حوصلہ افرانی  
کی کمی ہے حتیٰ کہ دو سال ہوئے ہر ہائنس نواب صاحب بہادر  
بہاولپور بالفت بہے۔ بیلع پا چخور و پیسہ کا گراں بہا عطیہ ایسوی ایش  
کو سمجھا۔

اب حضور والا کی ذات ستودہ صفات سے ہماری ایسوی ایش  
کو مودبا نہ متو قع ہے کہ جس کا لج کی ہم حند ملت کر رہے ہیں اسکی بنا

باقر کت شیعہ ہاتھوں نے ڈالی ہے۔ اور چونکہ حضور را ہمہ صفات و کمالات شیعہ و سنی دونوں کی سرپرستی فرماتے ہیں اسے ہم اپنا درست سوال دراز کرتے ہوئے استدعا کرتے ہیں کہ حضور والائج اسوی اشین مستقل سرپرستی قبول فرمائیں اور جب طرح عربکانج نواب اعتماد الدولہ پر خیر کرتا ہے اس طرح ہمیشہ تمہیش کے لئے اسوی اشین حضور والا کی حلقو بگوشہ رکھ رہے ہیں۔

دعا گویاں و نیاز مندان  
مہربان تھیں انتظامیہ اولاد باؤز ایساوی اشین عربکانج دہلی

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء

اسکے بعد حضور والا نے نہایت مواثر اندازی میں مختصر تعریف فرمائی اور اولاد باؤز اسوی اشین کو وظائف کیلئے ایک ہزار روپیہ کا گران و تدریجی مرحومت فرمایا۔ بعد ازاں میر محمد حسین صاحب سکریٹری عربکانج نے درخواست کی کہ حضور والا عربکانج کو صرف ایک نظر ملا خطرہ فرمائیں۔ سرکار والا نے اپنی عدم یحیم الفہصی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ فروردی میں دہلی آؤنگا تو آپ کے نام کو دیکھو بنگا مگر تمام حاضرین نے بالتفاق اصرار کیا تو سرکار والا نے سارے نوبتیں کا سلسہ رہا فرمایا۔ ڈپوٹیس ، بچے خصت ہوا۔ رات کو بھی ملائیں تو نکا صاحب چنانچہ نواب فردیالدین صاحب سریں میرٹھ اور خواجہ حسن نظامی صاحب تشریف لائے۔

عرب کالج کا ایڈریس

## سپاسنامہ!

بخدمت عالیٰ حجابت معلی القاب گردوں مرتبہ فیضبر  
احشام الدلہ حسام الملک منظہر حبیب بہادر میرزا یعنی  
میر علی نواز خاں بہادر پاپو فراز و ریاست خیر پور سندھ

منجانب اسائدہ طلباء اینکو عرب کالج درصلی  
پور ہائیس!

ہم جملہ اسائدہ طلباء کالج دہرسہ مدارس حضور کی اس کالج  
میں پہلی مرتبہ تشریف آوری پر پروش خیر مقدم کرتے ہیں۔ آپ کی ذات دالا  
صفات تعلیم پروری علم نوازی کا مسکن و ماقن رہی ہے۔ والیان ملک میں حضور  
کی ہستی کو جو شرف اور مرتبہ حاصل ہو وہ اٹھہ من لشمس ہے۔ حضور کا خانوادہ ریاست  
انہی بے مثل تعلیمی بخششوں کے سبب جو ملک گئی عام (جنکا ملک رہیں منتے)

پا یہ امتیاز و اخواز حاصل کر جکہا ہی۔ اگر اپنی خصوصیات کو مدنظر رکھ کر ہم بھی حصہ والا کی توجہ والی صفات کو اپنی تعلیمی درسگاہ کی طرف مبذول کریں تو ہماری بہت بڑی خوش قسمتی ہو گی۔

حضور والا کی ستو دہ صفات نے بحیثیت صد اآل انڈیا اچھے شمل کا نظر منعقد رکھا ہی دریکسر علی گڑھ مسلم لوئیور ٹھی والائف ممبر ہمیٹی نجپرل ہسٹو یکل سوسائٹی جو تعلیمی کارملے نمایاں انجام دے رہیں وہ ہمیں حضور والا کی ذات والاصفات سے امیدیں دلاتے ہیں اور ہماری توقعات حق بجانب ہونگی اگر ہم اپنے تعلیمی اداروں کی طرف جو دارالسلطنت مہندیں مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پورا کر رہے ہیں آپ کو متوجہ کرانے میں کامیاب ہوں یہ ہماری ہر یہ خوش قسمتی کا باعث ہو گکہ دارالسلطنت مہند کو گذشتہ روایات کے بہنزہ وطن کے تعلق ہے۔

اس تاریخی عمارت میں حضور کا نزول اجلال ہمکو یہ زرین موقع دیتا ہو کہ ہم آپ کی غدرست میں اس قدم درسگاہ کے متعلق عرض حال کریں اور ہمیں امید ہو کہ حضور والا کیلئے وچھپی سے خالی نہ ہونگے تقریباً دو سو سال کا عرصہ ہوا کہ اس مسجدی اور عمارت کا سنگ بنیا و نواب غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ پدر نامدار نظام الملک آصف جاہ ول نے رکھا تھا ۱۹۲۰ء میں اسی عمارت میں اور یہاں کا لمح قائم ہوا جو تقریباً ایک مددی تک اپنے خشمہ علوم سے طالبان علم کو سینا رکھ کر تارہا۔ اگر یہ درسگاہ اپنے شہرہ فاق شاگردوں پر فخر کر دی تو جانہ ہو گا اسے کہ اسی گود میں سر سید علیہ الرحمۃ علیے صلح قوم۔ داکٹر مذیر احمد جیسے جید عالم پروفیسر آزاد جیسے انشا پر دار شمس انعاماً ملوی ذکا۔ اللہ جیسے ریاضتی داں اور خواجہ خالی جیسے قومی سخنوار پر ورش پا جکے ہیں

۱۹۲۹ءے میں یعنی آج سے ایک صدی قبل دربار اودھ کے ایک رئیس عظم نواب احمد الداولہ فضل علی خاں بہادر نے آنر بیل ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس ایک لاکھ ستر ہزار کی گرفتار قرضہ باشندگان دہلی کیلئے جسکے منافع سے اب تک تعلیمی دارہ جو ایک ڈگری کالج اور تین مدارس پرستی مل ہے طالبان علم کو فیضاب کر رہا ہے یہ رقم ایک ٹرست کی صورت مقامی حکومت کے سپری ہے جسکے منتظم چیف کمشنر صوبہ ہلی اور مجلس منتظمہ کے صدر ڈپٹی کمشنر ہلی ہوتے ہیں۔

اویڈیل کالج لاہور کے منتقل ہونے کے بعد اس عمارت میں ایک ہائی اسکول قائم کیا گیا جسے ۱۹۲۹ءے میں اٹھ میڈیسٹ کالج اور ۱۹۴۷ءے میں ڈگری کالج بنادیا گیا مقامی حکومت نے اسکی ضروریات کو بہ نظر کہتے ہوئے پرانی عمارتوں میں متعدد اضافے کے اے پاچ سال قبل حضور نظام دکن نے جن کے جدا علی ہی عمارت میں مسجد کے قریبے فون ہیں مشترقی دروازہ پر کالج کی عمارت کیلئے ستر ہزار روپیہ کا بیش بہاعظیہ عنایت فرمایا اور اسال محکم آثار قدیمہ نے نذکورہ مقبرہ کو اپنی نگرانی میں لیکر اسکی مرمت کرائی ہے اس بات کا فخر ہے کہ آج ہماری تعلیمی درسگاہ ایک ایسی عمارت میں ہو جسکے ساتھ بہت سے تاریخی واقعات والبستہ ہیں لیکن تعلیم کی جمہر گیری اور تشدیگان علم کو کثرت ہمارے لئے موجودہ عمارت کو ناکافی بن کر دیتی ہے۔

ہماستے طلباء کی تعداد اور روزافزوی ترقی کر رہی ہے اور ہمیں اسراہم پر محبوک رہنے کے لئے ایک ہریدی عمارت کا انتظام کیا جائے۔ ہماری اس ضرورت سے حضور پر واضح ہو گیا ہو گا کہ سچے ہر بیان تعلیم کی گذارشیں کرنے اور ان سے امداد کی استفادہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

بیانہ ہو گا کہ حضور کی داقیقت کیلئے ہم پر عرض کریں کہ علیمگढہ اور لاہور کی اسلامی درسگاہوں کے بعد بمارا ہی ادارہ ہو جو قوم کی تعلیمی خدمت کرنے میں بیش بیش ہوا سبقت ہماں تینوں مدارس و رکالج میں جملہ طلباء کی تعداد ۱۳۰۰ کی تعداد پر ہے چکی ہے طلباء کی کثیر تعداد اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ مسلمانان دہلی میں ہم تعلیمی بیداری پیدا کرنے اور جملہ تعلیمی مشکلات کے حل کرنے میں ایک بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ حاجت منڈ طلباء کی امداد کے تعلیم میں ایک گونہ آسانی کا اصنافہ کیا ہے اعتماد ال دولہ فنڈ سے تقریباً ۲۰ ہزار روپیہ سالانہ کے نطالف تقسیم ہوتے ہیں اور تقریباً دو سو حاجتمند طلباء کی میں رعایت کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں تقریباً باہرہ و نطالف میں جو دیگر معطیات کی طرف سے کالج کے طلباء کو دست جاتے ہیں بیانہ ہو گا کہ اگر ہم جامع مسجد دہلی اور مسجد فتح پوری کی مجلسِ منظمہ کا ذکر نہ کریں جو بھمال کشادہ دہلی ہماں کے کالج کے طلباء کو اپنے مکر انقدر و نطالف سے بہرہ اندوز کرتی ہیں حضور والا نے ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ ہم قومی خدمت کس تن دہی اور جانب شانی سے انجام دے رہے ہیں اور ہماری اس خدمت کے فائدہ اٹھانی کے لئے نہ صرف دہلی کے طلباء بلکہ مہندوستان کے ہر حصہ پر چلنے آرہے ہیں۔

آخر میں ہم اتنا خرض کرے کی جگارت کرتے ہیں کہ جناب کی تشریف آوری ہم جملہ سائیڈ اور طلباء کی حوصلہ افزائی کا باعث ہے اور ہم حضور والا کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپنے اس درسگاہ میں تشریف لا کر جس انہماں اور دیپی کا اظہار کیا ہو وہ ہماں کے باخت فخر ہے۔ ہم جناب والا کو اٹھیاں دلانا چاہتے ہیں کہ آجکلی تشریف آوری ان آئندہ نوازوں کا پیش خیمه ہو جو حضور کی ذات علم نواز سے

اور وطن پرستی کے جذبات صرف انہیں درسگاہوں کے طلباء میں پیدا ہوتے ہیں جبکو خوش قسمتی سے اپنی قومی درسگاہوں میں تحصیل علم کے موقع حاصل ہوتے ہیں۔ عرب کالج کی ہستی نواب غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ اور اعتماد الدله فضل علی خاں بہادر کی فیاضوں کی رہیں منت ہو اور یہ ان بزرگان قوم کی زمانہ شناسی اور قوم پروری کی بہترین تاریخی یادگار ہے جس پر آپ حضرات کو ناز ہے اور بجا ناز ہو۔ میرے دل میں ان فیاض اور نامور بانیان کالج کی جس قدر محظت اور عزت ہو اس قدر عزت ان محسنان قوم کی ہو جن کے کارناسوں پر اسلامی تاریخ ابد الہادک فخر ہریکی۔

اگر یہ نامور ہستیاں بھاری رہنمائی نہ کریں تو نہ صرف ہم جلدہ دینی دنیاوی ترقیا سے محروم رہ جاتے بلکہ فاتحانہ پیش کی طرح ہمارا نام صفحہ ہستی سے حرفاً غلط کی طرح مت جاتا۔

مجھے آپ حضرات کے پہلے معلوم کر کے بہت سرت ہونی کہ مقامی حکومت بھی آپ کی تعلیمی ضروریات سے غافل نہیں اس کے گزے زمانہ میں بھی میرا تحریہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب جذبات احسان و مندی اور سپاس گزاری سے کبھی خالی نہیں رہے اگرچہ گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کا کوئی معاوضہ پیش نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر ان احسانات کا کچھ معاوضہ ہو سکتا ہو تو صرف یہی کہ ہم شکر گزاری کے ساتھ ان احسانات کا اعتراف کریں اور اپنی دفاداری، بخفیدت اور خلوص سے ثابت کر دیں کہ قدرناشناس۔ احسان فراموش اور ناشکر گزار نہیں۔ یاد رکھئے کہ مسلمانوں کی موجودہ ترقی اور بیداری گورنمنٹ انگلشیہ ہی کے لطف و کرم کی مرہون منت ہو اور آپ گورنمنٹ بر طایہ ہی کے زیر سایہ رکھر آئندہ ترقی کر سکتے ہیں۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کی تعلیمی صروریات کیلئے کالج کی موجودہ عمارت ناکافی ہے اور آپ اس ضرورت کو محسوس کر کے مزید عمارت کی تعمیر کی فکر کر رہے ہیں مجھے امید ہے کہ اصلی حضرت حضور نظام کی فیاضیاں حسب معمول آپ کو ہمہ شہ کے لئے اپنی ضروریات کی طرف سے بے نیاز اور مستغنىٰ کر دیگی اور حوصلہ مندا اور الاعزם افراد قوم آپ کی امداد و اعانت پر آمادہ ہو جائیں گے

میں خاص طور پر انہمار سرت کرتا ہوں کہ حاجتمند طلباء کی امداد آپ کے کالج کی ایک نمایاں خصوصیت ہے اس زمانہ میں جب کہ تعلیم کے مصادر فاس قدر زیادہ ہو گئے ہیں کہ غربی اور نادار مسلمانوں کے ہونہار بچے مخصوص کثرت مصادر ف کی وجہ سے تعلیم سے محروم رہے جاتے ہیں آپ کا قومی فرض ہے کہ ایسے طلباء کے لئے ہر قسم کی تعلیمی سہولتیں بہم پہونچائی جائیں اور حاجتمند طلباء کے دلوں میں انکی حاجت روائی سے یہ احساس پیدا کیا جائے کہ جب وہ فارغ التحصیل ہو کر عملی دنیا میں قدم رکھیں تو وہ بھی اپنے گذشتہ زمانہ کو یاد کر کے دوسری نکی حاجت روائی اور امداد سے دریغ نہ کریں اور قوم کے ہر طبقہ میں تعلیمی اشوات محسوس ہوئے لگیں۔

نہایت ناپاہی ہو گئی اگر الاعزם معطیان کالج کے سلسلہ میں عجائبِ متنفسہ ہائی مسجد دہلی اور مسجدِ فتحپوری کی قیاصیوں کا ذکر نہ کیا جائے جنہوں نے اپنی دیگر ضروریات کو نظر انداز کر کے آپ کا نام تھا ڈیا۔ مجھے امید ہے کہ ان کا دست کرم اسی طرح آئندہ بھی آپ کی امداد و اعانت کے لئے دراز رہیں گا اور انہیں شیعۃ الصفا اور ابی حیین حسینی باوجود اپنی مالی معدودیوں اور مجبوریوں کے دامے درست آپ کی امداد سے دریغ نہ کر دیں گی عرب کالج چونکہ اسلام کے کسی خاص فرقہ سے متعلق نہیں یہ اور فرقہ دارانہ تعصبات سے

بڑی ہو۔ اسلئے قومی اور اسلامی نقطہ نگاہ سے ہر مسلمان پر اس کے قیام و بقا اور فلاح و بہبود کی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں خصوصاً اہل تشیعہ پر کیونکہ اس تاریخی کالج کے ہر دو نما موربانی اہل تشیعہ ہی تھے جن کے حیثیتہ فیض سے بالآخر مذہب ملت آج تک تنشیقان علم سیراب ہو رہی ہیں۔

مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ مجھے آپکی تاریخی درسگاہ سے پوری ہمدادی اور پچھپی ہے اور آپ کے علمی کارنامے میری ان دوچھپیلوں میں ہمیشہ احتراف کرتے رہیں گے لیکن کیجئے کہ میں آپ کی ہر قسم کی اہدا کیلئے تیار ہوں اور اس کو اپنا قومی فرض سمجھتا ہوں۔

### ثہجہ

اس کے بعد سرکار والا نے طلبہ کو شہری نقشیہ کرنے کیلئے ایک ہزار روپیہ کا گرانٹ دیا۔ عطا یہ مرحوم فرمایا اور وعدہ فرمایا کہ فردری سائنس میں دلی آونگ کا تو آپ کے کالج کو دیکھو اور آپ کی ضرورتوں کا الحافظ کرتے ہوئے کالج کی امداد کر دنگا اسی خوشی میں ہم نو میر کو تکمیل کا لمحہ اور ما تخت اسکولوں میں تنظیم کا اعلان کیا گیا۔ ہم بچے ہر ہاں متعہ اپنے اٹانے کے اپنے گھر پر شرف لائے جس قتل حتمہ والا کیمپ میں شرف فرمائے ہو حضرت مولانا مولوی عبد المجید صاحب نعمانی مفتی حسینم دارالعلوم نعمانیہ دہلی کا حسین رقعت جو سکریٹری صاحب کے پاس آپا تھا پس کیا کیا جس میں دند علما رکی باریابی کے لئے درخواست کی گئی تھی۔ میں صعل حجھی کو ذیل میں درج کرنا ہوں

## چھٹی جناب دل عبید الحب صہانی

العلیمہ رعایتی بہار پرائیوری سکرٹری صہابہ اور جناب ابصاحد خیر بورڈ و ام اقبالہ  
السلام و علیکم درحمۃ اللہ و برکاتہ مراج عالی۔ یقین ہے کہ آپ نے وقت ملاقات سرکاری  
و احمدیہ سے وفد علماء کرام صوبہ سرحد و دہلی کے باریابی کے متعلق وقت معین کر کر منظو  
لے لی ہوگی۔ امید ہے کہ صحیح وقت مطلع فرمائکر ممنون و مشکور فرمائیں گے  
سیدنا مولانا میرزا فتح علی

خادم العلماء سید محمد عبد الحبیب دارالعلوم نہائیہ دہلی  
مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء

چونکہ سرکار والا کے پاس وقت بالکل نہ تھا اس لئے آپ نے اج ہی و بجے شام کا  
وقت مرمت فرمایا۔

## علماء و فراند

چنانچہ ٹھیک بجے حضرت مولانا عبد الحبیب دارالعلوم نہائیہ کی سرگردگی میں علماء  
کا وفد حاضر ہوا جس میں دہلی نجاب صوبہ سرحد، افغانستان اور بخارہ وغیرہ کے علماء شرکت  
تھے چونکہ مغرب کا وقت ہو گیا تھا اس مبتک جماعت نے میدنس ہوٹل کے پیداں میں جماعت  
نماز مغرب ادا کی۔ اس کے بعد وفد علماء کی باریابی ہوئی۔ مولانا عبد الحبیب صاحب نے  
جلہ علماء کا تعریف کرایا۔ مولانا سید محمد صاحب ناصر جلالی نے حسب فیل سپاٹ  
پڑھ کر سنایا۔

# علماء کا ایڈریس

الحمد لله المنان. الرحمن الذي دعا ناللأيمان و هدا نابا القرآن  
 صاحب الرحمت والغفران خالق آلاس ولجان. رازق اهل  
 الطاعة والعصيان. ناصر رب آلام و آليقان. حبيب  
 دعوة الداع في آسرار ولا علان. مالک الملک توئی الملک من  
 تشاء وتزعم الملک همن تشاء وتعز من تشاء وزل من تشاء  
 بیں لک الحیران لک علی کل شئ قدریہ

پاک پور دگار تیری قدرت کے ثار۔ توئے محض اپنی رحمت سے فرشتہ رحمت بنا کر مسکار  
 فریدون حشمت۔ سکندر صورت۔ امیر الامرار۔ اختمام الدولہ۔ حسام الملک بنظفر جنگ مزاہر  
 نواب میر علی نواز خان صاحب بہادر طاہ پور فرمان روائے ریاضت خیر پور سندھ۔ وام اقبالہ  
 واعظ الله کو خیر پور سے دہلی پہنچایا، اور دہلی میں خدام اسلام کو جو بخارہ سرحد افغانستان  
 دہلی۔ پنجاب و غیرہ سے داخلہ ہیں۔ ناصر المسلمين۔ محبین العلماء۔ متع الله المسلمين  
 بطول حیاتہ سے ملایا۔

رواق منتظر حشم من آشیانہ تست

حکم ناؤ فروخانہ خانہ تست

اس المہماں سرت میں نہ بصرف وہ حضرات شرکیں ہیں جن کا وطن خاک پاک دری جو  
 بلکہ وہ ذی فہم علماء اور طلاب بھی شرکیں ہیں جو دور دور از سے لپنے عیز و اقارب کو

کو چھوڑ کر اپنے آرام و آسائش سے کناہ کشی اختیار کر کے دارالعلوم دہلی میں رہتے ہیں  
علمہ کی پیاس بھاتے ہیں اور تشنیہ کا ان علوم کو دریائے علم سے سیراب کرتے ہیں  
اس سرست کے آفتاب کی چک نہ صرف چہروں سے عیاں ہو بلکہ ہماری زبانیں  
بھی شادی کے ترانوں میں ہمارے دلوں کی شرک میں بندہ کی تاریخی عظمت  
اور سرکار والاتیار کے آباد اجداد کی شانہ فتوحات کا مقدس سین صفحات تاریخ پر  
روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سرکار نہ صرف خیر پور کے فرمان روایہ مسلمان  
کے قلب پر سرکار کی حکومت کا سکھ جما ہوا ہے، وہ مسلمان خواہ سندھ میں پویا پنجاب میں  
نگال میں ہو یاد راس میں، سرکار خیر پور نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے  
پوری پوری خیر و فلاح محل صلاح داری کے سامان فراہم کئے ہیں ہندوستان  
آن دولتِ اسلامیہ سے معنو سے ہے اس دولت کا سرثمنہ صویہ سندھی ہے۔

حصہ والا کی ذات سنتو صفات مسلمانوں کے لئے ابر رحمت ہے جھنور کے پاکیزہ  
خیالات جھنور کی اخلاقی و روحانی تعلیم جھنور کا مسلمانوں کو اخوت و استحاد کا درس دیتا  
اس بدسمی اور پریشانی کے زمانہ میں آب حیات سے کم نہیں اس نازک دور میں  
جب کہ دینیتے رنگ دروپ کے ساتھ لوگوں کے سامنے ہے اور کوئی سنہری  
روپی سکوں پر مائل ہو کر اسلام کے احکام سے روگرانی کر رہا ہے کوئی عیم مسلمین  
کی اشریت والفاق کو دیکھ کر اپنے احباب کو دعاء رہا ہے سرکار والاتیار کا  
مسلمانوں کو اپنے پر گوہ نصائح سے مستفید فرمانا ایک ایسی نیاں جیقتی  
جو وہ سرے والیاں تک میں نظر نہیں آتی۔

اپنی وجوہات سے سر والائی محبت و عیقدت کی جلوہ رفیاں حد کمال تک پہنچی ہوئی ہیں۔ سرکار کی تشریف آدمی سے ہماری آنکھوں میں ٹھہڑک دل میں سردار ہے۔

ہوشکر ادکیو نکر مولا تیرمی رحمت کا ایک جوش دیستوں میں جذبات مُرت کا ہربات سے پیدا ہیں لغتے تری قدرت کے ہر شے سے برتے ہیں الوار مُرت کے دریا کی طرح لہریں ابھتی ہیں مُرت کی سو بح کی طرح پڑتی ہیں کرنہن محبت کی تصویر ہیں ابھتی تفسیر ہیں ہوئی اس جلوہ دول کش کی اس معنی گہری کی سرکار کے آئینگی دلی میں مُرت ہے خالق کی عنایتے مالک کی پور رحمت ہے مجلس میں سبھی محبر شید لئے مُرت ہیں سہم قیس میں اور حضرت لسلے ہے مُرت میں آنکھوں میں ضمایا تم سے سیتوں میں جلا تم سو باں دور خدا کر دے ہر لیک بلا تم سے

دریا کا کام روائی اور سیرابی ہے۔ اس لئے در بار والا میں ہماری حاضری بھی کسی مطلب سے سمجھی بنائیگئی بلیکن ہم صداقت قلب کے ساتھ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ در بار والا میں حاضری سے ہمارا مطلب محض اطمہار عیقدت و محبت ہے اس کے ساتھ ایک عرض اور بھی ہے جو مقادیر امامہ سے متعلق ہے اور عزیزوں کی دسترس سے باہر ہے اور سرکار کے اختیار میں ہے۔

جام جہان نداست ضمیر شیر دوست  
اطہار احتیاج آنجاچہ حاجت نداست

لنپردار وہ محروضات میں خدمت میں۔ امید کہ سرکار۔ اعلیٰ حکام نکے سلمانوں کی

۱۷

کم و را اداز کو پہنچا کر خدمتِ مسلمانی کے محبوب فرض کو انجام دیں گے۔  
۱. شاروپا ایکٹ کی منحوس بلانے نام مسلمانوں اور باخوص حصوں حصوہ برحد کے  
مسلمانوں کے قلوب کے زخمی کر دیا ہے سرکاری فرمائیں کہ یہ بلا سرستہ ڈل جانے  
۲. ملک ججازیں ابن سعود کی باعثِ مزارات و مقابر پر جو مظالم پر پا ہوتے ہیں۔  
انہوں نے ہندوستان کے صوفی مشرب جماعت اور محبان اہل بیت کے  
قلوب کو چھلنی کر دیا ہو کیا سرکار اپنی توجہ اس طرف نہول فرمائیں گے۔  
۳. دہلی میں جہری تعلیم کے باعث قرآن مجید کی تعلیم پر ایک ضرب کاری لگی ہے۔  
کیا حصوں کی سعی سے ایم بی اسکولوں میں تعلیم قرآن کی کوئی مناسب صورت  
پیدا ہو سکتی ہے۔

بم، اور دنیا ہسپتال دہلی کے میدان میں چند مساجد و مزارات برآمد ہوتے ہیں  
آئا۔ وشو ابدار سپر گواہ ہیں کہ وہ واقعی مساجد و مزارات ہیں کیا اس سلسلہ میں سرکار  
کی ساختی و حبیلہ سے مسلمانوں کے کیلئے کچھ سامان تسلی فراہم ہو جائیں گا۔

## دعا

اللّٰهُ جَبْ چَانِدِ سُوْبَحٍ مِّنْ رُوْشَنْتَسْمَتٍ كَا چَانِدٌ  
پُورِي رُوْشَنْتَسْمَتٍ وَهُنْيَا بَارِي كَيْ سَاتَهُ قَافِمُ رَبِيْهِ۔

اللّٰهُ جَبْ تِكْ زَمِنْ دُخْنَوْنَ سَيْ اُور دُرْخَتْ بَحْلَوْنَ اُور بَحْلَوْنَ سَيْ سَرْبَرِزِ ہیں  
سرکار کے کشت بعذت کونا مری کی سربرزی دشادابی عطا فرماء۔  
سرکار کا تما اید پر فرار۔ آمین۔

بجوبی تجویز ناہنداشی

بلکہ لیری پاہندا پاہشی

ہم میں سرکار کے مخلص

جماعت علماء دہلی صوبہ سرحد بخارہ و غرہ

۳ نومبر ۱۹۳۰ء

اس کے بعد سرکار عالیٰ نے نہایت مختصر الفاظ میں وفد کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ حضرات ہمارے ندیپی رمیہ ہیں۔ میں آپ حضرات کی تشریف آدمی سے بھی خوش ہوا چونکہ آپ کے مطالبات تمام کے نام ایسے ہیں جنکا تعلق دہلی اور ہندوستان کے تمام مسلمانوں سے ہے اس لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان مطالبات کے پورا کرائیکا لئے انتہائی کوشش کروں گا میں اس ندیپی جماعت کی خدمت کو باعث فخر سمجھتا ہوں۔ مولانا عبد الحید صاحب نعمانی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں آپ کے دارالعلوم کو دیکھوں گا۔ اسکے بعد مولانا سید محمد صاحب ناصر جلالی نے حسب میں وقیعہ دے پڑھے۔

## قصیدہ زبان فارسی

ای شہ اہل سلم خسر دار باب علم فیض را بحر داں لطف سنارا محزن  
ناصر ملت بیضا و حسام الدوّله حامی دین فلک مرتبہ سلطان زین  
نیست در جود بہ اطراف جہاں ثانی تو نیست در فقر بہ آخوشن من ہمہ ہم

پر شد از بارش گل دامن امید غریب تا شنیده است تو نی بدل و سخا را گلشن  
اندرین عهد که تو جلوه دهی دحلے را چف باشد که مرادر ده چرخ کهن  
یک دل خسته من هست و هزاران اندو یک هر غریب من هست و بے با محبت  
گر شبا نجاش تو در در مرا چاره کند جایی تاییدن من جلوه ده دخندیدن  
اند که میش تو آزو رو نهاد و اکرم زانکه باشد به شبان سوئے د طول سخن  
دانما لطف تو پر ناصر مسلکیمن میذول  
روز و شب فضل خدا بر سر تو سانه نگن

ناصر جلالی

ع<sup>۱</sup> ما حوالی عظیم خان دہلي

بخصوص پر نور فتح پائیگاه فردیان و سندگاه احتمام اللہ جسماً الملک

منظفر جنگ نہ رہا نہ عیسیٰ نواز خان صاحب بہادر مالپول

فرمان روانے زیارت خیر پر نمود و ام اجلاله  
محجھے ستم زده بیکیں غریب کہتے ہیں رہن غم ہوں مجھے غم غریب کہتے ہیں  
خراب عشق رہا مت دل فگار رہا وہ درو ہے کہ ہمیشہ ہی بیقرار رہا  
بہان سے ننگ ہوں اہل جہان نے بدل ہوئے جو ہل ہونہ سکے میں وہ امر مشکل ہوں

تلائش دوست میں ہر سور وان ہونمیں گمرا فرگم کردہ کارروائی ہوں میں  
قفس میں بند گھولوں سے جدا وطن سو وور میں عند لیب ہوں بیٹک گرجپن سو وو  
نہ مجھکو کام زین سے نہ آسمان سے ہے کہ سبلسلہ میر علی نواز غان سے ہے

ہزار شکر کم دیدم بہ کام خویشت باز  
ترا بکام خود و با تو خویشت را ودم ساز

دل شکستہ کی سر کار آرزو تم ہو۔ یہ آبرو ہے عزیبوں کی آبرو تم ہو  
ترے فروع سے ظاہر فروع ہستی ہے ترے ہی فرضی سے آباد دل کی سستی ہو  
تمہاری ذکر ہے قدرت کی کار سازی میں تراہی نام ہوشان گدا نوازی میں  
تو خیر پور سے دہلی میں جلوہ فرمائے ہے گلی گلی میں تیری رفتگوں کا چرچاہے  
زبان قال سے تیرابیان مشکل ہے تیرے کمال کامداح یاں ہر اک دل ہو  
فروع بخت پہ ناہش ہو خوش لفظیوں کو کہ تیرے آنے راحت ملی عزیبوں کو  
گوم کے پھول پنجادر کئے محبت سے میرے نواب رہیں عمر بھر مسرت =

ستم کے دیدہ بدیدہ دوست کر دم باز  
چپ شکر گویمیٹ امی کار ساز بندہ نواز

ناصر جلالی

حوالی عظیم خان وصلی

ٹھیک سات بنجے جماعت علماء رخدت ہوئی، نواب فرید الدین صاحب رئیس میرٹ  
نے ہر انس کو مجبور کیا تھا کہ آج شب کو دعوت قبول فرمائیں اس لئے آپ  
نواب صاحب کا کہ ٹھیک رہ تڑاہ رکھ لے یہ نہ کو علم انصاف

بذریعہ موٹر لا ہور روائی ہو گئے۔

## فہرست عطیات سرکاری

- |                               |                 |
|-------------------------------|-----------------|
| ۱. انجمن اسلامیہ دہلی         | چار ہزار روپیہ  |
| ۲. انجمن شیعۃ الصفا دہلی      | اکی ہزار روپیہ  |
| ۳. انجمن حسینی دہلی           | ایک ہزار روپیہ  |
| ۴. اولڈ بار ایسوی شن عرب کالج | ایک ہزار روپیہ  |
| ۵. انجمن شیعۃ الصفا، دہلی     | پانچ صدر روپیہ  |
| ۶. عرب کالج دہلی              | ایک ہزار روپیہ۔ |
- بندہ محمد سعید حفلہ حقانی منزل طیباران دہلی

ہمارا نومبر ۲۰۱۴ء عیسوی